مترجم: محمد یحییٰ خان

پروٹوکول:1

بنیادی نظریہ

دنیا میں طاقت اور غلبہ حاصل کرنے کے لئے کئی تصورات کے تحت کام ہو رہا ہے۔ تاہم اس ضمن میں ہمارے یعنی ہم یہودیوں کے تصورات' غیر یہودی اقوام کے تصورات سے مختلف اور منفرد ہیں۔ ہم طاقت کو حق یا غلبہ حاصل کرنے کا واحد ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اس لئے ہمارے نزدیک حق طاقت کے اندر ہی پوشیدہ ہے۔

بنابریں ان پروٹوکولز (دستاویزات) میں ہم مروجہ تصورات کے عمومی معنوں سے ہٹ کر اپنے مقاصد کے تحت ان کے معنی متعین کریں گے اور الفاظ کے گورکھ دھندے میں نہیں الجھیں گے۔ چنانچہ ہم ذیل کے تصورات کی نئی تعریف متعین کریں گے۔

اقتدار' حق اور طاقت

اقتدار' حق اور طاقت' سیاسی آزادی' قوت زر' مطلق العنان استبداد' عوامی رہنمائی' اخلاقی اقدار و استحقاق' عوام کی کمزوری' عیاشی و فحاشی' فریب کاری' ذرائع اور وسائل' اور اسباب نصرت۔

یہ امر نوٹ کیا جانا چاہئے کہ دنیا میں اچھے لوگوں کی بہ نسبت برے لوگوں کی تعداد زیادہ ہے۔ اس لئے ان پر کامیاب حکمرانی جبر و تشدد اور دہشت گردی کے ذریعہ ہی ہو سکتی ہے' علمی بحث مباحثوں سے نہیں۔ ہر شخص اقتدار اور قوت حاصل کرنے کا متمنی ہے اور اسے حاصل کرنے کے بعد ڈکٹیٹر بن جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کی تعداد واقعی بہت کم ہے جو سب کے اجتماعی مفادات کو اپنے ذاتی مفاد پر قربان کرنے کے لئے رضامند نہ

ہوں۔

ان شکاری درندوں، جنہیں عرف عام میں انسان کہا جاتا ہے، کو اپنی درندگی کا مظاہرہ کرنے سے کس نے روکا ہے؟ اب تک ان کی رہنمائی کا فریضہ کون انجام دیتا رہا ہے؟

معاشرتی ڈھانچے کی تشکیل کے آغاز میں ان انسان نما درندوں کو جبر و تشدد سے اور اندھی بہری قوت کے ذریعہ قابو میں لایا گیا، بعدازاں اس تشدد کی قوت کو قانون کا لبادہ اوڑھا کر استعمال کیا گیا۔ اس سے میں یہ نتیجہ اخذ کرتا ہوں کہ قانون فطرت کے مطابق حق، قوت کے اندر مضمر و پوشیدہ ہے۔

سیاسی آزادی

سیاسی آزادی محض ایک تصور کا نام ہے، اس میں کوئی ٹھوس حقیقت نہیں ہے، ہمیں اس تصور کو بوقت اشد ضرورت استعمال کرنے کا طریقہ معلوم ہونا چاہئے۔ ہمیں اس تصور کو بطور چارہ استعمال کر کے عوام کو اپنے گرد جمع کر لینا چاہئے تاکہ صاحبان اقتدار کو ان کی مدد سے گرایا جائے اور گرا کر تباہ و برباد کر دیا جائے۔ اگر ہمارا حریف یعنی حکومت، سیاسی آزادیوں کے تصور سے سرشار ہو اور نام نہاد لبرل ازم کی حامی ہو تو اس کو گرانا اور بھی زیادہ آسان ہو جاتا ہے کیونکہ ایسی حکومت اپنے لبرل ازم کے عہد کو نبھانے کے لئے اپنے اقتدار کا کچھ حصہ قربان کرنے پر آمادہ رہتی ہے۔ بس اسی سے اس نظریہ کی کامیابی دکھائی دیتی ہے۔ حکومت کی باگوں (Reins) میں پیدا ہونے والی ڈھیل، اس کشمکش کے نتیجے میں ابھرنے والے نئے ہاتھوں کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہوتی ہے اور وہ بڑھ کر انہیں تھام لیتے ہیں۔ کیونکہ قوم کی اندھی طاقت گائیڈ کے بغیر ایک لمحہ کے لئے بھی زندہ نہیں رہ سکتی اور اس خلا کو نئی اتھارٹی پر کرتی ہے جس نے پرانی اتھارٹی کو اس کے لبرل ازم کے ذریعہ کمزور کر کے پچھاڑ دیا ہوتا ہے۔

قوت زر

جو طاقت کسی زمانے میں لبرل حکمرانوں کو حاصل ہوتی تھی ہمارے دور میں آج وہ زر یا سونے کو حاصل ہے' یہ وہ زمانے ہوا کرتے تھے جب عقیدے اور ایمان کی حکمرانی تھی (مگر یہ اب نہیں ہے)۔ آزادی کے تصور کو حقیقت کا جامہ نہیں پہنایا جا سکتا کیونکہ کسی کو اس کے صحیح اور اعتدال پسندانہ استعمال کا طریقہ ہی معلوم نہیں ہے۔ کسی طبقے یا علاقے کے لوگوں کو کچھ عرصہ کے لئے محدود آزادی یا سیلف گورنمنٹ سونپ کر دیکھ لیجئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ایک غیر منظم گروہ ابھر آئے گا' ایک ہی نہیں کئی گروہ نمودار ہو جائیں گے جو ایک دوسرے کے خلاف بر سر پیکار ہو جائیں گے۔ ہر طرف جھڑپیں' اختلاف و انتشار' بدنظمی اور خانہ جنگی کی کیفیت دکھائی دینے لگے گی بالاخر سب کچھ مٹی کا ڈھیر بن جائے گا۔

مطلق العنان استبداد

کوئی ریاست خواہ اپنے اندرونی خلفشار کی وجہ سے خود ختم ہو جائے یا داخلی انتشار اسے بیرونی دشمن کے لئے نوالہ تر بنا دے' دونوں صورتوں میں یہ ہمیشہ کے لئے مٹ جائے گی۔ اس صورت حال تک اسے ہم ہی پہنچا سکتے ہیں۔ یہ سرمائے کا استبداد ہو گا جو کہ ہمارے ہاتھ میں ہو گا۔ اسے ہم نے ایک خاص طریقے سے استعمال کرنا ہے۔ ریاست کو ہمارے سرمائے کا سہارا لینا ہو گا جیسے ڈوبتا ہوا انسان تنکے کی طرف بھی جھپٹتا ہے۔ وہ چاہے یا نہ چاہے' اپنے بچاؤ کے لئے یعنی ڈوبنے سے بچنے کے لئے ہماری طرف بڑھے گا۔ جو ریاست ہمارا سہارا نہ لے گی غرق ہو جائے گی۔

اگر کوئی لبرل ذہن کا آدمی یہ سوچنے لگے یہ طرز فکر غیر اخلاقی ہے تو میں اس سے یہ سوال پوچھوں گا کہ اگر ایک ریاست کے دو دشمن ہوں جن میں ایک داخلی ہو اور دوسرا خارجی۔ یہ ریاست اپنے بیرونی (خارجی) دشمن کے خلاف ہر ناجائز حربے اور طریق جنگ بشمول اس کی لاعلمی میں بڑا حملہ کرنے اور شبخون مارنے کو جائز سمجھے تو آخر کس منطق کی رو سے ایسی ریاست کے خلاف وہ کارروائی غیر اخلاقی اور ناجائز قرار

پائے گی جس نے اجتماعی فلاح کے تصور کی جڑیں کاٹ دی ہوں اور انسانی معاشرے کو تباہ کرنے کے درپے رہتی ہو۔

عوامی رہنمائی

کیا کوئی صحت مند اور منطقی ذہن کا حامل فرد محض اپنے معقول مشوروں اور فصیح و بلیغ دلائل کے ساتھ عوامی ہجوم کی رہنمائی کرنے میں کامیاب ہونے کی توقع کر سکتا ہے؟ جبکہ ہر معاملے میں انتہائی احمقانہ اور متضاد نوعیت کے اعتراضات کئے جا سکتے ہیں جنہیں عوام کے سطحی اذہان بلا تاخیر قبول بھی کر لیتے ہیں۔ عوام کی اکثریت اور ان کے نام نہاد نمائندے ادنیٰ قسم کے عقائد' حقیر جذبات اور بے ہودہ رسوم و روایات کے زیر اثر جماعتی اختلاف و انتشار کے شکار ہو جاتے ہیں اور پھر ان کا کسی معقول ترین فیصلے پر متفق ہونا محال ہو جاتا ہے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ عوامی مجمع کی منظور شدہ قرارداد کی قسمت کا انحصار محض حسن اتفاق یا حاضر شدہ عوام کی اکثریت پر ہوتا ہے۔ ان عوامل کی بنا پر سیاسی اسرار و رموز سے بے ناواقف' بے خبر اور جاہل عوام ایک ایسی نامعقول قرارداد بھی منظور کر لیتے ہیں جو انتظامیہ میں طوائف الملوکی' انتشار اور بد نظمی کے بیج بو دیتی ہے۔

اخلاقی اقدار

سیاست اور اخلاق میں کوئی قدر مشترک نہیں ہوتی۔ اخلاقی قدروں کا علمبردار انسان کبھی ماہر سیاستدان کے مرتبے تک نہیں پہنچ سکتا۔ اس کا اقتدار کبھی پائیدار و مستحکم نہیں ہو سکتا۔ مضبوط حکمرانی کرنے کے خواہش مند شخص کو مکر و فریب' چالاکی و عیاری' ظاہر داری اور بناوٹی رویہ اختیار کرنے پر قدرت حاصل ہونی چاہئے۔ دیانت و امانت' قومی کردار اور حق گوئی وغیرہ قسم کی اخلاقی اقدار کا کارزار سیاست سے کوئی تعلق نہیں۔ سیاست میں یہ چیزیں خوبیاں نہیں بلکہ عیب شمار ہوتی ہیں۔ ان اقدار کو اختیار کرنے والے حکمرانوں کا زوال ایک لازمی امر ہوتا ہے وہ ایسی تباہی کو دعوت دیتے ہیں

جو کسی طاقتور ترین دشمن کے ہاتھوں بھی ممکن نہیں ہوتی۔ لہٰذا ان اوصاف کو غیر یہودی مملکتوں میں ہی پھلنے پھولنے دیجئے ان سے ہمارا کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہونا چاہیے۔

استحقاق

استحقاق کی حدود کیا ہیں' یہ کہاں سے شروع ہوتا ہے اور کہاں ختم ہوتا ہے؟ لفظ حق یا استحقاق ایک مجرد خیال ہے جس کو کسی طرح ثابت و متعین نہیں کیا جا سکتا۔ یہ حق طاقت کے اندر مضمر ہے۔ اس کی توضیح یوں ہو سکتی ہے۔ "مجھے وہ کچھ دیدو جو میں چاہتا ہوں تاکہ میں یہ ثابت کر سکوں کہ میں تم سے زیادہ طاقتور ہوں۔" ہر وہ ریاست جس کا نظام حکمرانی کمزور اور ناقص ہو جس کے قوانین حریت پسندوں کے بڑھتے ہوئے مطالبات اور حقوق کے سیلاب کے سامنے دم توڑ چکے ہوں وہاں ایک نیا حق معرض وجود میں آ جاتا ہے اور وہ ہے طاقتور ہونے کی حیثیت سے دھاوا بولنے کا حق' پہلے سے موجود اور مروج قوانین اور نظم و ضبط برقرار رکھنے والی قوتوں کو درہم برہم کرنے اور تاخت و تاراج کر دینے کا حق۔ تاکہ میں من مانی کر سکوں تمام اداروں کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھال کر ان لوگوں کا حکمران اعلیٰ بن سکوں جو حریت پسندی اور لبرل ازم کے جنون میں اتنا آگے چلے گئے کہ ان کے لئے اپنے حقوق حکمرانی سے دستبرداری کے سوا کوئی راہ باقی نہ رہی۔

عصر حاضر کی حکومتوں کی تمام لڑکھڑاتی صورتوں کے مقابلے میں ہماری طاقت ناقابل تسخیر ہو گی کیونکہ یہ اس وقت تک پردۂ اخفا میں رہے گی جب تک یہ اتنی مضبوط نہ ہو جائے کہ کوئی عیار سے عیار دشمن بھی اسے نہ نقصان پہنچا سکے۔ ہمارے پیش نظر ایک خاص منصوبہ ہے جو بڑی محنت اور کمال درجے کی حکمت عملی سے تیار کیا گیا ہے' لہٰذا اس کی متعینہ حدود سے منحرف ہونا صدیوں کی محنت اور عرق ریزی کو ضائع کرنے کے مترادف ہو گا۔

عوام کی کمزوری

عوام میں چند فطری کمزوریاں ہوتی ہیں- ہمیں اپنے پروگراموں پر عمل کرنے کے لئے عوام کی کمزوریوں پر پوری نظر رکھنی چاہئے- عوام الناس اندھے' بے شعور' کم عقل اور بے سمجھ ہوتے ہیں- ان کے اندر بدمعاشی' بدذاتی' پاپی پن' کسی اصول پر کاربند نہ رہنے اور ہڑبونگ مچانے کے جذبات موجزن رہتے ہیں- ان رجحانات کی وجہ سے وہ ہر کسی کی انگلیوں کے اشارے پر ناچ سکتے ہیں- دراصل وہ کسی بھی طاقت کے غلام اور اس کے رحم و کرم پر ہوتے ہیں- ایک اندھا دوسرے اندھے کی رہنمائی تو نہیں کر سکتا لیکن اسے تباہی کی راہ پر ضرور ڈال سکتا ہے- عوام میں سے جو شخصیت بھی ابھرے گی عقل و خرد سے خواہ کتنی ہی ذہین ہو سیاسی امور سے ناواقفیت کے باعث عوام کے قائد کی حیثیت سے سامنے نہیں آ سکتی- اس کا یہ کردار اختیار کرنا ساری قوم کے لئے تباہی کا باعث بنے گا- لہٰذا وہی افراد جن کو بچپن میں خود مختار حکمران بننے کی تربیت ملی ہو ان اصطلاحوں کو سمجھ سکتے ہیں جو سیاست کی ابجد (اے بی سی) کے حروف سے مرتب کی گئی ہوں- اگر کسی قوم کو من مانی کرنے کی اجازت مل جائے یعنی اس کی باگ ڈور نوآموز سیاست دانوں کے ہاتھوں میں چلی جائے تو شان و شوکت کے حصول کی دوڑ کی وجہ سے بدنظمی اور تباہی اس قوم کا مقدر بن جاتی ہے-

عیاشی اور فحاشی

ذرا ان بدمست شرابیوں کی طرف دیکھئے جو نشے میں دھت ہیں اور انسان نہیں بلکہ جانور معلوم ہوتے ہیں- ان کی مدہوشی سے لطف اٹھایئے- ان کو نظم و ضبط اور قیود سے نفرت ہے اس لئے انہیں نشیلے مشروبات پینے کا حق پہنچتا ہے- مگر ہمارا راستہ اور ہے اور غیر یہودی اقوام کا اور راستہ ہے- منشیات نے غیر یہود لوگوں کے ہوش و حواس چھین لئے ہیں- ان کی نوخیز نسل کو یونانی و لاطینی علم و ادب' فکر و فلسفہ اور ان کے مخصوص زاویہ نگاہ کی اندھی تقلید نے حماقت میں مبتلا کر دیا ہے- ان کو بے وقوف

بنانے میں لڑکپن کی آوارہ مزاجی اور بد قماشی کا بھی بڑا دخل ہے اور ہم نے اپنے خاص ایجنٹوں کے ذریعہ انہیں اس طرف مائل کرنے کا اہتمام کر رکھا ہے۔ ایجنٹوں سے مراد ان کے وہ اتالیق اور اساتذہ ہیں جو ان کی تعلیم و تربیت پر مامور ہیں' ان کے خدمت گار' گھریلو خادم' نگران' ولی اور عام طور پر ان کی صحبت میں رہنے والے افراد ہیں۔ علاوہ ازیں ان کے اہل دولت و ثروت افراد کے ہاں مقیم استانیاں' معلمائیں اور ہماری وہ عورتیں ہیں جو عیاشی کے اڈوں پر ان سے ملتی ہیں جہاں غیر یہودی جانا پسند کرتے ہیں۔ اس ضمن میں' میں ان نام نہاد سوسائٹی لیڈیز کا بھی ذکر کروں گا جو از خود عیاشی فحاشی اور آوارگی کی طرف میلان رکھنے والے افراد کو اپنے دام تزویر میں پھانستی ہیں۔

فریب کاری

طاقت اور فریب کاری' سیاسی میدان میں خصوصی طور پر کار آمد چیزیں ہیں۔ ان کے ذریعہ دوسروں کو ہمنوا بنانے میں بڑی آسانی ہوتی ہے۔ لہٰذا ہمیں قوت و طاقت کا بھرپور استعمال کرنا چاہئے۔ سیاسی امور میں طاقت ایک کارگر حربہ ہے۔ بشرطیکہ اسے ہوشیاری سے اور دبیز پردوں میں ملفوف کر کے استعمال کیا جائے۔ ان حکمرانوں کے لئے جو اپنے تاج شاہی کو کسی نئی طاقت کے ایجنٹوں کے قدموں میں نہیں ڈالنا چاہتے دہشت و بربریت' مکرو ریا کے ذریعہ اپنی راہ پر لایا جا سکتا ہے۔ دوسروں کو دغا دینے اور بے وقوف بنانے میں بھی کسی ہچکچاہٹ کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے۔ اگرچہ یہ حربے سراسر شر ہیں لیکن اصل مقصد مطلب برآری ہے اور موثر طریق کار ہے۔ اگر رشوت' دغا و فریب' نیز غداری و بے وفائی کے حربوں سے کامیابی ہو سکے تو ان کے استعمال سے قطعاً" گریز نہیں کرنا چاہئے۔ اگر کسی کی جائداد چھین کر اسے اطاعت و فرمانبرداری پر مجبور کیا جا سکتا ہو اور اقتدار اعلیٰ پر قبضہ کرنا ممکن ہو تو کسی پس و پیش کے بغیر ایسا کر گزرنا چاہئے۔

ذرائع اور وسائل

ہم صرف ذرائع اور وسائل کی فراوانی پر ہی بھروسہ نہیں کرتے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ نظریہ تشدد و بربریت کو بھی بروئے کار لا سکتے ہیں۔ ہم تمام حکومتوں کو اعلیٰ حکومت (سپر گورنمنٹ) کے تحت لائیں گے۔ غیر یہودیوں پر اچھی طرح واضح کر دیا جانا چاہئے کہ ہم ہر گستاخی اور بے ادبی کا سر کچلنے کو روا سمجھتے ہیں۔ اس معاملے میں ہم سخت بے رحم ثابت ہوں گے۔

اسباب نصرت

آزادی' مساوات اور بھائی چارہ (Liberty, Equality, Fraternity) کا جو نعرہ ہم نے دیا' دنیا کے گوشے گوشے میں پھیل گیا ہے۔ اس کے لئے ہم اپنے اندھے ایجنٹوں کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے ہمارے جھنڈے کو سربلند رکھا ہے۔ یہ الفاظ ہر دور میں دیمک کی طرح غیر یہود کی فلاح و بہبود کو چاٹتے رہے۔ اور امن و سکون' آشتی اور سالمیت کو ختم کر کے ان کی مملکتوں کی جڑیں کھوکھلی کرتے رہے۔ اور جیسا کہ آپ کو بعد میں معلوم ہو گا یہی چیز ہماری فتح و نصرت کا سبب بنی ہے۔ اس نے ہمیں دوسری چیزوں کے علاوہ یہ موقع بھی فراہم کیا ہے کہ ہم اپنے ہاتھوں میں شہ پتوں کو لے لیں۔ یعنی مناصب کے غلط استعمال اور مناصب کی تباہی و بربادی کا اہتمام کریں' بہ الفاظ دیگر غیر یہودی ارسٹو کریسی کو فنا کر دیں۔ اور اس طبقے کو ختم کر دیں جو دوسرے ممالک اور عوام میں ہمارے خلاف دفاع کرتے ہیں۔ غیر یہودی ارسٹوکریسی کے کھنڈرات پر ہم اپنے تعلیم یافتہ طبقے کی بالادستی قائم کریں گے جس کی قیادت دولت کی ارسٹوکریسی کرے گی۔ اس ارسٹوکریسی کو ہم نے دولت سے تعبیر کیا ہے' دولت جو ہماری تابع فرمان ہے۔ علم بھی اسی ارسٹوکریسی میں پنہاں ہے جس میں ہمارے بزرگ داناؤں کی ایک مثبت قوت پائی جاتی ہے۔

ہماری فتح اور کامرانی اس لئے بھی زیادہ آسان ہے کہ ہم نے اپنے رشتے اور باہمی تعلقات کی اساس انسانی نفسیات پر رکھی ہے۔ ہم جن افراد سے اپنے روابط رکھنا چاہتے

ہیں ان کی بنیاد دولت' حسن و عشق اور انسان کی کبھی تسکین نہ پانے والی احتیاجات پر رکھی ہے۔ اگر ہم ہر ایک میں انسانی کمزوری کو مد نظر رکھیں تو ہمارا طریق کار ان کی صلاحیتوں کو مفلوج کرنے کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ انسانی خود اعتمادی اور قوت ارادی ان افراد کے ہاتھ میں کھیلتی ہے جو اس کو ہر قسم کا عیش فراہم کرتے ہیں۔

آزادی کے مجرد تصور نے ہمیں موقع فراہم کیا ہے کہ ہم ہر ملک کے لوگوں کو اس بات پر اکسائیں کہ ان کی حکومتیں ان چند افراد کے سوا کچھ نہیں جو ملک کے حاکم اور مالک بن بیٹھے ہیں۔ انہیں پھٹے پرانے دستانوں کی طرح پھینک دیا جانا چاہئے۔ عوامی نمائندوں کو ہٹانے کے لئے اسی امکان نے ہمیں مختلف ممالک کے عوام کو اپنے ہاتھ میں لینے کا موقع فراہم کیا ہے' چنانچہ ہمیں عہدوں پر تقرر کرانے کا اختیار حاصل ہو چکا ہے۔

پروٹوکول: 2

اہم نقاط : اقتصادی جنگیں' یہودی غلبے کی بنیاد' دکھاوے کی حکومتیں اور خفیہ مشیر' تباہ کن نظریات کی کامیابی' سیاست میں موزونیت' پریس کا کردار' سونے کی قیمت اور یہودیوں کی گراں بار قربانیاں۔

ہمارا مفاد اس امر کا متقاضی ہے کہ جہاں کہیں بھی جنگیں ہوں' ان کے نتائج علاقائی فتوحات کی صورت میں سامنے نہ آئیں۔ ایسا ہوا تو جنگوں کی نوعیت محض اقتصادی بن جائے گی اور متحارب قوموں کو ہماری امداد کی ضرورت پڑے گی جس کی وجہ سے وہ ہمارے بین الاقوامی ایجنٹوں کے رحم و کرم پر ہوں گی۔ (ان ایجنٹوں میں یہودی اور غیر یہودی' دونوں قسم کے ادارے شامل ہوں گے) جو عالمی واقعات پر گہری نظر رکھتے ہیں ان پر کسی خطے میں بھی پابندی نہیں ہے۔ ایسی صورت میں ہمارے بین الاقوامی روابط اور حقوق در حقیقت مقامی قومی حقوق کا صفایا کر دیں گے۔ ان قوموں پر صحیح معنوں میں ہماری حکمرانی ہو گی۔ بالکل اسی طرح جیسے ریاستیں اپنے سول لاء کے ذریعے اپنے عوام پر حکمرانی کرتی ہیں' اور ان کے باہمی تعلقات کو مربوط کرتی ہیں۔

یہودی ماہرین اور مشیر

کسی ملک پر حکمرانی کے لئے ہم عوام ہی میں سے چند افراد کو منتخب کریں گے۔ ان کی اہم ترین خوبی ہمارے تابع فرمان ہونا ہے۔ ان کے لئے چونکہ نظم و نسق کا تجربہ ضروری نہیں ہو گا اس لئے وہ آسانی سے ہمارے آلہ کار بنیں گے لیکن وہ ہمارے

مقرر کردہ مشیروں اور ماہرین کے محتاج ہوں گے۔ آپ جانتے ہیں کہ ہمارے ماہرین ایسے افراد ہوں گے جنہیں بچپن سے ہی انتظامی اور مملکتی امور کی تربیت دی گئی ہو گی۔ ہم نے اپنے آدمیوں کو بڑی جانفشانی سے آداب حکومت سکھائے ہیں اور یہ لوگ تاریخ سے سبق لینا بھی جانتے ہیں۔ انہیں ہمارے سیاسی منصوبوں سے بھی آگاہی حاصل ہے۔ یہ باہوش اور باخبر لوگ ہیں جو گہرا مشاہدہ رکھتے ہیں اور کرۂ ارض کے کسی مقام پر ہونے والے واقعہ کا فوری تجزیہ کر لیتے ہیں۔ دوسری طرف غیر یہود (Goyim) تاریخ کا بے لاگ اور غیر متعصبانہ مطالعہ کرنے سے قاصر رہتے ہیں جو نتائج اور عواقب سے بے نیاز' نظریاتی دنیا ہی میں قیاس آرائیاں کرنے میں مشغول رہتے ہیں' اس لئے ہمیں ان کی فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ انہیں مقررہ کھیل تماشوں میں مصروف رہنے دیجئے' اسلاف کی عظمتوں کے ترانے گانے دیجئے۔ انہیں وہ کردار ادا کرنے کے لئے اپنی حالت پر چھوڑ دیجئے جو ہم نے سائنس کے نام پر ان کے لئے مقرر کر رکھا ہے۔ (یعنی صرف نظری بحث مباحثے میں الجھے رہیں۔) یہی وجہ ہے کہ ہم اپنے پریس کے ذریعہ ان سائنسی نظریات پر ان کا یقین مضبوط کرنے کی کوششیں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ غیر یہود دانشور ان نظریاتی علوم پر فخر کر کے پھولے نہیں سماتے۔ یہ لکیر کے فقیر قسم کے لوگ ان سائنسی معلومات کو تحقیق و تدقیق کی کسوٹی پر پرکھے بغیر عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ سائنسی معلومات کا یہ ذخیرہ ہمارے ماہرین نے بڑی ہوشیاری سے اس انداز میں ترتیب دیا ہے کہ غیر یہودی ذہنوں کو ایک خاص رخ پر لگا دے اور وہ اسی کو اصل سائنس سمجھتے رہیں۔ آپ ایک لمحہ بھر کے لئے بھی ذہن میں یہ بات نہ لائیے کہ یہ بیانات محض لفاظی ہیں بلکہ ان کامیابیوں پر نگاہ ڈالئے جو ڈارون' مارکس اور نیٹشے کے نظریات کے ذریعے ہم نے حاصل کی ہیں۔ اہل یہود کو یہ بات بھی پیش نظر رکھنی چاہیے کہ ان نظریات کے اثرات کا ہی تو کرشمہ ہے کہ آج غیر یہودیوں کے قلوب و اذہان نفاق اور انتشار سے دوچار ہیں۔

ہمارے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ ہم اقوام عالم کے خیالات' کردار اور رجحانات کا جائزہ لیتے رہیں تاکہ ہم سے سیاسی اور انتظامی غلطیاں نہ ہونے پائیں۔ ہمارا یہ نظام

جس کی مشینری کے مختلف حصے دور دراز مقامات پر پھیلے ہوئے ہیں مناسب منصوبہ بندی نہ ہوئی تو بالکل بے کار ہو جائے گا۔

پریس کی طاقت

آج کے دور میں ریاستوں کے پاس ایک ایسی قوت ہے جو لوگوں کے ذہنوں میں خیالات پیدا کرتی اور انہیں آگے بڑھاتی رہتی ہے۔ یہ پریس کی قوت ہے۔ پریس کا اصل کردار یہ ہے کہ ناگزیر ضروریات کی نشاندہی کرتا ہے' عوام کی شکایات اور تکالیف کو سامنے لاتا ہے۔ یہ بے اطمینانی اور بے چینی کی فضا بھی پیدا کرتا ہے اور اس کی تشہیر بھی کرتا ہے۔

یہ پریس ہی تو ہے جس کے ذریعہ آزادی تقریر کا عملی اظہار ہوتا ہے۔ غیر یہودی ریاستیں چونکہ اس طاقتور حربے کے استعمال سے ناآشنا اور بے بہرہ ہیں لہذا یہ طاقت کلی طور پر ہمارے ہاتھ آ چکی ہے۔ پریس کی وجہ سے ہم خود پس پردہ رہ کر غیر یہود عوام پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اسی کے ذریعے ہم سونے جیسی قیمتی دھات پر قابض ہوئے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ اسے حاصل کرنے کے لئے خون اور آنسوؤں کے سمندروں میں سے گزرنا پڑا ہے اپنے بہت سے عزیزوں کی جانوں کی بھی قربانی دی ہے۔ لیکن اس سے ہمیں بے بہا فائدہ بھی پہنچا ہے۔ یاد رکھئے کہ ہمارا ہر فرد ظلم و ستم کا نشانہ بنا ہے۔ خدا کی نظروں میں ہمارا ایک فرد ہزار غیر یہودی افراد کے برابر ہے۔

پروٹوکول: 3

فتح کے طریقے

اہم نقاط اور موضوعات: علامتی سانپ اور اس کی اہمیت' دستوری پیمانے' دہشت گردی' طاقت اور ہوس' اقتصادی غلامی' عوامی حقوق' اجارہ دارانہ نظام اور ارسٹو کریسی' فوج یہود' گویم (غیر یہود) کا خاتمہ' بھوک اور سرمایہ کے حقوق' عوام اور دنیا کے حاکم اعلیٰ کی تاجپوشی' مستقبل کے صیہونی قومیت کے سکول پروگرام کے بنیادی نظریہ کی روح' معاشرتی نظام کی تعمیر کی سائنس کا راز' عالمی معاشی بحران' یہودیوں کا تحفظ' صیہونیت کی تشہیر' صیہونیت اور فرانس کا عظیم انقلاب' یہودیوں کا عظیم خون بہا' صیہونیت کی ناقابل تسخیری کی وجوہات' صیہونیت کے خفیہ ایجنٹوں کا کردار اور آزادی۔

علامتی سانپ اور اس کی اہمیت

آج میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہماری منزل اب صرف چند قدم دور رہ گئی ہے جس راہ پر ہم چل رہے ہیں اس کا بہت ہی کم حصہ طے ہونا باقی رہ گیا ہے اور ہمارے اس علامتی سانپ کا حلقہ مکمل ہونے والا ہے جس سے ہم اپنی قوم کے افراد کو تشبیہ دیتے ہیں۔ جس روز یہ حلقہ مکمل ہو جائے گا اس روز یورپ کی تمام مملکتیں ایک مضبوط ترین شکنجے کی لپیٹ میں آ جائیں گی۔

دستوری پیمانے

غیر یہودی اقوام اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ انہوں نے اپنے دساتیر کو ٹھوس

بنیادوں پر استوار کر لیا ہے اس لئے وہ اب بالکل محفوظ ہو گئی ہیں لیکن ان کے یہ پیمانے عنقریب ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائیں گے کیونکہ ہم نے ان کی تدوین اس انداز میں کی ہے کہ ان میں توازن کی وہ شدید خامیاں موجود ہیں جو مملکتوں کی جڑوں کو کھوکھلا کرتی رہتی ہیں۔ اور وقت آنے پر ہم ان کو اپنی مرضی کے مطابق کسی بھی محور پر گردش کرا سکتے ہیں۔ جبکہ غیر یہود ہمیشہ سے اس امید پر جیتے رہے ہیں کہ ان میزانوں میں توازن وقت گزرنے پر خود بخود پیدا ہو جائے گا۔ لیکن ان کی امید پر بہت جلد پانی پھر جائے گا۔ یہ بادشاہ اپنے درباری مسخروں کے درمیان گھرے ہوئے ہیں۔ درحقیقت ان کی طاقت محلات میں جنم لینے والی دہشت گردی اور ظلم و تشدد کی مرہون منت ہوتی ہے۔ چونکہ ان کے پاس عوام میں گھلنے ملنے اور بیرونی حقائق کا خود جائزہ لینے کے ذرائع نہیں ہیں اس لئے ان کی غلط فہمیاں دور ہونے کا کوئی امکان باقی نہیں ہے۔ یہ حکمران اور بادشاہ اپنے تاج و تخت کے سوا کسی چیز کو نہیں دیکھ سکتے اور نہ ہی عوام کی توقعات پر پورے اتر سکتے ہیں۔ ہم نے اقتدار اعلیٰ اور عوام کی اندھی قوت کے مابین اتنی وسیع اور گہری خلیج حائل کر دی ہے کہ دونوں اپنی اپنی جگہ اپنے معنی کھو بیٹھے ہیں۔ یاد رکھئے کہ اندھا آدمی اور اندھی لاٹھی ایک دوسرے سے جدا ہو کر بے معنی اور بے طاقت ہو کر رہ جاتے ہیں۔

اقتدار کے بھوکوں میں قوت کے غلط استعمال کے رجحان کو فروغ دینے کے لئے ہم نے تمام گروہوں کو ایک دوسرے کے مقابلے میں لا کھڑا کیا ہے۔ تمام جماعتوں اور گروہوں کو مسلح کر کے اقتدار ہی کو ان کا مطلوب و مقصود بنا دیا ہے۔ ریاست کو سینکڑوں متنازعہ مسائل کا اکھاڑہ بنانے کے نتائج بہت جلد سامنے آئیں گے۔ ہر جگہ انتشار' بدامنی اور دیوالیہ پن کا دور دورہ ہو جائے گا گویا اسمبلیاں' پارلیمنٹوں کے اجلاس اور اقتدار کے ایوان اب کبھی ختم نہ ہونے والی فضول گوئی کے مقابلوں اور مناظروں کی آماجگاہ بن چکے ہیں۔ عوام چھپی ہوئی چیزوں (Printed things) پر آنکھیں بند کر کے اعتبار کر لیتے ہیں۔ بے ایمان قسم کے پمفلٹ باز اور بے باک صحافی ہر روز انتظامی افسروں کی دھجیاں اڑاتے ہیں اور عوام کو ریاست کے خلاف اکساتے ہیں' اس کا نتیجہ ریاستی اداروں کے تہہ و بالا ہونے کی صورت میں نکلے گا اور ہر چیز

ٹکڑے ٹکڑے ہو کر فضا میں بکھر جائے گی۔ آج کل لوگ غربت و افلاس کے ہاتھوں بھاری مشقت کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں' اس کی گرفت دور غلامی بلکہ دور زرعی غلامی میں بھی اتنی مضبوط نہ تھی۔ ممکن ہے وہ حکمرانوں سے کسی نہ کسی طرح نجات حاصل کر لیں لیکن احتیاجات اور ضروریات زندگی سے تو چھٹکارا نہیں پا سکیں گے۔

دساتیر میں شامل عوام کے بنیادی حقوق محض فرضی ہیں' ان نام نہاد حقوق کا اصل حقوق سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ محض ایک خواب ہوتے ہیں جو عملی زندگی میں روبہ عمل نہیں آ سکتے۔ ایک محنت کش جس کی کمر محنت و مشقت اور احتیاجات کے بوجھ کی وجہ سے دوہری ہو رہی ہو اسے باتونی لوگوں کو یاوہ گوئی کا حق مل جانے یا اخبارات میں خوبصورت مواد پر مبنی لغویات چھپ جانے سے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے؟ یاد رکھیے کہ کسی بھی دستور کے تحت محنت کشوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا' ان سے فائدہ ایسے لوگوں کو ہوتا ہے جنہیں ہم برسر اقتدار لانا چاہتے ہیں۔

غریب آدمی کے لئے جمہوریت اور جمہوری حقوق کی حقیقت ایک شدید طنز کے سوا کچھ نہیں کیونکہ وہ دن بھر محنت و مشقت کی چکی میں پستا رہتا ہے' اسے ان حقوق کے استعمال کے لئے فرصت کہاں ملتی ہے۔ وہ تو ساتھیوں کی ہڑتالوں اور مالکوں کی تالہ بندیوں کے باعث ایک باقاعدہ اور یقینی اجرت سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔

طبقہ شرفا کے خاتمے کے ساتھ ہی عوام سرمایہ بٹورنے والے بے رحم اور ظالم لوگوں کے شکنجے میں آ چکے ہیں جنہوں نے محنت کشوں کی گردنوں میں ظلم و استحصال کا جواء پہنا دیا ہے۔ ہم ان مظلوم طبقوں کو ان کے اصل حقوق دلانے کے لئے نجات دہندہ کے روپ میں آگے بڑھتے ہیں اور انہیں اپنی عسکری تنظیموں مثلاً سوشلسٹوں' انارکسٹوں اور کمیونسٹوں کی صفوں میں شامل ہونے کی ترغیب دیتے ہیں۔ ان تنظیموں کو ہم اپنی اجتماعی تحریک' فری میسن کے ذریعہ ہر قسم کی مدد دیتے ہیں۔ سوشلسٹ' انارکسٹ اور کمیونسٹ یہ سب ہماری فوج کے طور پر کام کرتے ہیں۔ ہمارا مقصد عوام کو معاشی مشکلات سے نجات دلانا نہیں اور نہ ہی ہمیں ان سے کوئی دلچسپی ہے' ہمیں جس چیز سے دلچسپی ہے وہ اس کے قطعی متضاد ہے' ہمیں تو ان کی تحقیر و

تذلیل سے غرض ہے کیونکہ ہم غیر یہود کا صرف خاتمہ چاہتے ہیں' جس کی واحد صورت انھیں ایک دوسرے کے خلاف گتھم گتھا کرانا ہے۔ ہم عوام کو احتیاجات' ضروریات' نفرت و دشمنی کے جذبات و احساسات ابھار کر اس راہ پر گامزن کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اپنے ہاتھوں سے ان تمام رکاوٹوں کو دور کر دیں جو ہماری فتح کی راہ میں حائل ہو رہی ہیں۔

غیر یہود نے غور و فکر اور سوچ بچار کی عادت ترک کر دی ہے۔ ان کے ذہن میں اگر کبھی کوئی تجویز ابھرتی بھی ہے تو وہ بھی ہمارے ماہرین کے اشاروں کی مرہون منت ہوتی ہے۔ وہ اس شدید ضرورت کی اہمیت کو محسوس ہی نہیں کرتے جسے ہم بر سر اقتدار آنے کے بعد فوری طور پر پورا کر دیں گے اور وہ ہے قومی درس گاہوں میں علم کی ایک سادہ سی حقیقت کو واضح کرنا جو سارے علم کی اساس ہے یعنی حیات انسانی کے ڈھانچے کا علم اور سماجی نظام کا علم' جس میں تقسیم کار کے اصول کا بہت دخل ہے اور جس کے نتیجہ میں انسانوں کو مختلف طبقات میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

سماجی و معاشرتی نظام کا صحیح علم جس کے اسرار و رموز میں ہم غیر یہود کو شریک نہیں کرتے یہ ظاہر کرے گا کہ مختلف قسم کے مراتب اور فرائض مخصوص دائروں کے اندر رہنے چاہئیں' انھیں انسانی آلام و مصائب کا باعث نہیں بننا چاہیے جو اس غلط تعلیم کے نتیجے کے طور پر جنم لیتے ہیں جس کی ان کے فرائض سے قطعاً" کوئی مطابقت نہیں ہوتی اور نہ ہی یہ انھیں زندگی میں کبھی سر انجام دینا پڑتے ہیں۔ اس علم کے گہرے مطالعے کے بعد لوگ از خود ان عہدوں پر قانع ہو جائیں گے جن پر ریاست کی طرف سے ان کا تقرر کیا جائے گا۔

علم کی موجودہ صورت حال اور اس کی ترقی کے لئے لوگوں کو مطبوعہ مواد پر اندھا دھند یقین کرنے کی جس راہ پر ہم نے ڈال رکھا ہے اس کے زیر اثر وہ ان حالات و کیفیات سے شدید نفرت کرتے ہیں جنھیں وہ اپنی دسترس سے باہر سمجھتے ہیں۔ اس لئے ان کی جہالت اور وہ ترغیبات و تصریحات ہمارے لئے غنیمت ہیں جو ان کی گمراہی کا باعث بنی ہیں۔ درحقیقت وہ انسانی طبقات و حالات کا کوئی ادراک نہیں رکھتے۔

اقتصادی بحران کے اثرات' ان طبقوں کی باہمی نفرت میں مزید شدت پیدا کریں

گے۔ یہ بحران تبادلہ زر میں رکاوٹیں پیدا کرے گا اور صنعت کو جامد کر دے گا۔ اس طرح ہم اپنے تمام زیر زمین حربوں کو بروئے کار لا سکیں گے۔ زر کی مدد سے' جو کہ سب کا سب ہمارے ہاتھوں میں ہے' ہم ایک عالمی معاشی بحران پیدا کر دیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ یورپ کے تمام ملکوں میں بیک وقت محنت کشوں کو سڑکوں پر لے آئیں گے۔ عوام کا یہ بے قابو ہجوم اپنی سادہ لوحی اور کم فہمی کے باعث ان لوگوں کا خون بہا دے گا جو ہمیشہ معاشی وسائل پر قابض رہے اور جنہیں عوام آغوش مادر سے ہی رشک و حسد کی نگاہوں سے دیکھا کرتے تھے۔ مشتعل عوام مظاہروں اور قتل و غارت کرنے پر ہی اکتفا نہ کریں گے بلکہ ان املاک کو بھی لوٹ لیں گے جو ان کے خیال کے مطابق ان کے خون پسینے سے بنائی گئی تھیں۔ یہ لوٹ مار کرنے والے ہماری املاک کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکیں گے کیونکہ ہم ان کے متوقع حملوں سے پہلے ہی آگاہ ہوں گے اور اپنی املاک کے تحفظ کے لئے مناسب اقدامات کر چکے ہوں گے۔

موجودہ دور میں ہم ایک بین الاقوامی قوت و حیثیت کے باعث ناقابل تسخیر بن چکے ہیں۔ کیونکہ اگر کوئی طاقت ہم پر حملہ آور ہونے کی جرات کرتی ہے تو ہمیں تمام دیگر مملکتوں کی حمایت حاصل ہو جاتی ہے۔ غیر یہود اقوام کی یہ شیطنت اور بدمعاشی ہے کہ وہ قوت اور طاقت کے سامنے عجز و انکسار اختیار کر لیتی ہیں حتیٰ کہ پیٹ کے بل رینگنے لگتے ہیں لیکن کمزوروں کے لئے بے رحم' سنگدل اور جابر و ظالم بن جاتے ہیں۔ معمولی معمولی فروگزاشتوں کو تو معاف نہیں کرتے لیکن بڑے بڑے جرائم سے درگزر کر جاتے ہیں۔ آزاد معاشرتی نظام کے تضادات کو برداشت نہیں کرتے لیکن مطلق العنان حکمران کے جبر و استبداد کو بہ رضا و رغبت بلکہ نیکی سمجھ کر سہہ لیتے ہیں۔ ان کی یہی متضاد خصوصیات آزادی کے حصول میں ہماری معاون بنتی ہیں۔ غیر یہودی اقوام موجودہ دور کے بڑے بڑے آمروں کے مظالم کو نہایت صبر و استقامت کے ساتھ برداشت کر رہی ہیں کہ ان سے کہیں کم مصائب پر ماضی میں انہوں نے بیسیوں تاجداروں کے سر اڑا دیئے تھے۔ اس عجیب و غریب طرز عمل کی آخر توجیہہ کیا ہے؟ ایک ہی نوعیت کے حالات کے لئے عوام کا رویہ اس قدر متضاد کیوں ہے؟

اس کی ایک وضاحت یوں کی جاتی ہے کہ یہ آمر اپنے کارندوں کے ذریعے اپنے

اپنے عوام کے کانوں میں یہ بات پھونک دیتے ہیں کہ مملکتوں کو یہ مصائب و آلام ایک عظیم مقصد یعنی عوام کی فلاح و بہبود نیز عالمی برادری کے قیام اور مساوی حقوق کے لئے اٹھانا پڑ رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ وہ اپنے عوام کو یہ بتانے سے قاصر رہتے ہیں کہ ایسا اتحاد و یگانگت اور مساوات تو ہمارے ہی اقتدار اعلیٰ کے تحت وجود میں آسکتی ہے۔ یہیں سے عوام کی بے چینی اور شورشوں کی ابتدا ہوتی ہے' ہمیں ایسے حالات پر اظہار تشکر کرنا چاہئے کہ لوگ ہر قسم کے استحکام اور مرکزیت کو تباہ کر کے' ہر ہر قدم پر بدنظمی اور انتشار پھیلا رہے ہیں۔

لفظ "آزادی" ایک عجیب و غریب فریب اور دھوکہ ہے۔ یہ عوام کے ہر طبقے کو ہر قسم کی طاقت و جبر اور اتھارٹی کے خلاف برسرپیکار کرتا ہے حتیٰ کہ خدا اور قوانین فطرت کے خلاف بھی ابھارتا ہے۔ لہٰذا جب ہماری بادشاہت قائم ہو جائے گی ہم اس لفظ کو لغت زندگانی میں سے خارج کر دیں گے کیونکہ یہ عوام کو خون کے پیاسے درندے بنا دیتا ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ یہ درندے خون کی پیاس بجھا لینے کے بعد ہر بار غفلت کی نیند سو جاتے ہیں۔ لہٰذا ایسے مواقع پر انہیں آسانی سے زنجیر پا کیا جا سکتا ہے لیکن خون پئے بغیر ان پر غفلت طاری نہیں ہوتی اور جدوجہد میں لگے رہتے ہیں۔

پروٹوکول: 4

مذہب پر مادے کی فوقیت

اہم نقاط: جمہوریت کی منزلیں، خفیہ ہاتھ اور تخریب کاری، آزادی اور ایمان، بین الاقوامی صنعتی مقابلہ، سٹہ بازی اور جوئے کا کردار، بے ضمیر اور بے رحم معاشرہ۔

ہر جمہوری ملک کو مختلف مرحلوں میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ ان میں سے پہلا مرحلہ عوام میں مجنونانہ شورشوں کا ہوتا ہے جس میں عاقبت نااندیش لوگوں کا گروہ مغلوب الغضب ہو کر ادھر ادھر بھاگتا اور فتنے برپا کرتا ہے۔ دوسرا مرحلہ خطابت انتشار کو جنم دیتا ہے، اس کے نتیجے میں مطلق العنانیت اور غیر قانونیت برپا ہوتی ہے۔ یہ اشتعال انگیز قوتیں کسی غیر مرئی اور پوشیدہ قوت کے سامنے جوابدہ ہوتی ہیں اور کوئی شخص یہ محسوس کئے بغیر نہیں رہتا کہ طاقتور عناصر کسی خفیہ تنظیم کے ہاتھ میں کھیل رہے ہیں۔ جس کی سرگرمیاں مکرو فریب اور دھوکے پر مبنی ہوتی ہیں۔ اس غیر مرئی قوت کے کارندوں میں ردو بدل بھی ہوتا رہتا ہے لیکن یہ ردو بدل اس نظام کو متاثر نہیں کرتا، یہ تبدیلیاں اس لئے کی جاتی ہیں کہ یہ کارندے اپنی طویل خدمات کے عوض اپنے ذرائع اور وسائل میں وسعت کے طلبگار ہوتے ہیں۔ آخر کس کی جرات ہے کہ ہماری غیر مرئی قوت کا تختہ الٹ سکے۔ غیر یہودی میسنری کی سرگرمیاں ہمارے عزائم کی پردہ پوشی کرتی ہیں اور ہماری قوت کے منصوبے بھی لوگوں کی نظروں سے اوجھل رہتے ہیں۔ نگران کے اسرار کو کوئی نہیں سمجھ سکتا یہ سب کچھ ان کے لئے ایک معمہ ہوتا ہے۔

یاد رکھئے کہ آزادی بے ضرر بھی ہو سکتی ہے اور عوامی فلاح و بہبود کو کوئی نقصان پہنچائے بغیر ملکی معیشت میں اپنی جگہ بنا سکتی ہے۔ بشرطیکہ اس کی بنیاد خدا پر ایمان اور انسانی اخوت پر رکھی گئی ہو۔ اور یہ اخوت اصول تخلیق کے منافی فلسفہ مساوات سے تعلق نہ رکھتی ہو۔ کیونکہ فطرت کا اصول تخلیق انسانوں میں درجہ بندی اور محکومیت کے تصور پر مبنی ہے۔ اس اعتقاد کے تحت عوام کو حکمرانی کی خاطر مذہبی حلقوں اور درجہ بندیوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے اور اس درجہ بندی کے تحت اللہ تعالیٰ کی رضا کے سامنے سر تسلیم خم کر کے روحانی پیشواؤں کی رہنمائی میں قناعت اور عجز و انکساری سے مطمئن زندگی گزار لیتے ہیں۔ اسی لئے تو ہمارے مقاصد کی تکمیل کے لئے یہ لازم ہے کہ تمام مذاہب کی اہمیت کو ختم کر کے غیر یہودی افراد کے ذہن سے الوہیت اور روحانیت کے تصور کی بیخ کنی کر دیں اور انہیں مادی ضروریات اور حسابی اعداد و شمار کے چکر میں الجھا کر رکھ دیا جائے۔

غیر یہودیوں کو صنعت اور تجارت کے چکروں میں ایسا پھنسا دیا جائے کہ انہیں سوچ بچار اور غور و فکر کے لئے کوئی وقت ہی نہ مل سکے۔ اس طرح تمام اقوام جلب زر اور منفعت اندوزی کے تعاقب میں یوں سرپٹ دوڑتی رہیں گی کہ اپنے مشترکہ دشمن کی طرف توجہ ہی نہیں دے سکیں گی۔ اس کے لئے ان کی صنعتوں کو سٹے بازی کی بنیاد پر استوار کرنا ہو گا۔ وہ اپنی اراضی سے صنعتوں کے ذریعہ جو کچھ حاصل کریں گی وہ مختلف ہاتھوں سے نکل کر بازار سٹہ میں پہنچے گا وہ بالآخر ہماری ہی قوم کو منتقل ہو جائے گا۔ اس دوران برتر حیثیت اور اعلیٰ مناصب کے لئے دوڑ اور معاشی زندگی کے پے در پے جھٹکوں سے ضمیر فروش، بے حس اور بے رحم فرقے جنم لیتے رہیں گے۔ اس قسم کے فرقے بااصول سیاست، مستحکم سیاسی نظام اور مذہب سے شدید طور پر نفرت کرنے لگیں گے۔ ان کا ایک ہی دیوتا، ایک ہی رہنما اور مرشد ہو گا، یعنی منافع پرستی۔ زر اور صرف زر ان کا اصل مذہب و مسلک ہو گا کیونکہ ان کی مادی حاجات، مسرتیں اور راحتیں صرف اسی کے ذریعہ حاصل ہوں گی۔

اور پھر وہ وقت آئے گا جب نچلا طبقہ اس مراعات یافتہ اور زبردست طبقے کے خلاف اٹھ کھڑا ہو گا' کیونکہ ان کے دلوں میں دولت کی خواہش کم لیکن نفرت و عناد اور بغض زیادہ بھرا ہو گا۔ یہ لوگ ہمارے حریفوں کے خلاف صف آرا ہوں گے اور ہمارے اشاروں پر چلیں گے۔ ان میں بڑے بڑے دماغ والے لوگ' فلسفی اور دانا بھی شامل ہوں گے۔

پروٹوکول: 5

آمریت اور جدید ترقی

اہم نقاط : حکومت میں انتہائی مرکزیت' صیہونیوں کے اقتدار پر قبضے کے طریقے' مملکتوں کے درمیان عدم اتفاق کی وجوہات' یہود کی مملکت' زر' مملکتوں کی مشینری کا محور' تنقید کی اہمیت' دکھاوے کے ادارے' الفاظ کے گورکھ دھندے' رائے ہموار کرنے کے طریقے' شخصی آرا کا استیصال' اعلیٰ حکومت کا تصور۔

ایسی اقوام کو کونسا طرز حکومت دیا جا سکتا ہے جن کی رگ و پے میں بدعنوانیاں اور خرابیاں رچ بس گئی ہوں جو مال و زر کے لئے ہر قسم کی دغا بازی اور فریب کاری کر گزرتی ہوں جن کے ہاں آوارگی اور بے راہ روی عام چلن بن گیا ہو۔ کوئی شخص بھی رضاکارانہ طور پر اخلاقی اقدار کو قبول کرنے پر تیار نہ ہو۔ اعلیٰ و ارفع اقدار کے نفاذ کے لئے تعزیری ضابطوں اور بے رحم قوانین کی مدد درکار ہو۔ ایسی اقوام کے افراد کے لئے استبدادی طریقوں کے علاوہ کون سا نظام ہو سکتا ہے؟ ایسے استبدادی نظام کی وضاحت میں' بعد میں کروں گا۔

یہودی طرز حکومت

تمام عوامی قوتوں کو ہاتھ میں رکھنے کے لئے ہم شدید مرکزیت پیدا کریں گے اور نئے قوانین و ضوابط کے ذریعہ اپنے محکوموں کی تمام سیاسی سرگرمیوں کو میکانکی انداز میں ایک نئے موڑ پر ڈالیں گے۔ ہمارے قوانین کیے بعد دیگرے تمام آزادیوں' مراعات اور سہولتوں کو سلب کرلیں گے جو غیر یہودیوں نے فراہم کر رکھی ہیں۔ اس

طرح مطلق العنانی ہماری سلطنت کا طرۂ امتیاز ہو گی۔ یہ مطلق العنانی ہر جگہ اور ہر لحہ اس غیر یہود قوت کا خاتمہ کرنے پر قادر ہو گی جو ہماری راہ میں حائل ہونے کی کوشش کرے گی۔ ممکن ہے یہ کہا جائے کہ ایسی مطلق العنانی اور استبدادی نظام کو دور حاضر کی رفتار اور تقاضوں کے منافی قرار دیا جائے لیکن میں ثابت کر دوں گا کہ امر واقعہ وہی ہے' جو میں کہہ رہا ہوں۔

ایک دور تھا جب لوگ تخت شاہی پر متمکن انسان کو بادشاہ کہتے اور اسے منشائے الٰہی کا مظہر سمجھتے تھے اور بلا چوں و چرا واجب الاتباع قرار دیتے تھے لیکن جب ہم نے ان کے دماغوں میں اپنے حقوق کا تصور بٹھا کر انہیں پراگندہ کیا تو انہوں نے ان تخت نشینوں کو عام انسانوں جیسی فانی مخلوق سمجھنا شروع کر دیا۔ ہماری انہی تعلیمات کا ہی نتیجہ ہے کہ عوام کی نظروں میں بادشاہوں کے سروں پر رکھے ہوئے تاج بے وقعت ہو گئے۔ یہ تصور ختم ہو چکا ہے کہ بادشاہ ظل الٰہی ہوتے ہیں اور انہیں بپتسمہ خود خدا نے دیا ہوتا ہے۔ اور جب ہم نے انہیں خدا پر ایمان کے تصور سے بھی محروم کر دیا تو اقتدار کی قوت عوامی ملکیت کے مقامات' یعنی گلی کوچوں میں پہنچ گئی جس پر اب ہم نے بہ آسانی قبضہ جما لیا ہے۔

علاوہ ازیں نظریات و تصورات وضع کر کے افراد اور عوام کو ان سے سرشار کرنا ہمارے ماہرین ہی کا کارنامہ ہے' غیر یہودی افراد میں تو ان نظریات کا کوئی شعور ہی نہیں۔ نظریہ سازی کرنے والے' انتظامی امور کی مہارت رکھنے والے اور حالات کا مشاہدہ کر کے باریکیوں کو سمجھنے والے افراد ہمارے ہاں ہی ہوتے ہیں کیونکہ ہمارے پاس تربیت کے خصوصی انتظامات ہیں' ان فنون میں ہمارا کوئی حریف نہیں ہے۔ اسی طرح سیاسی سرگرمیوں اور اتحاد عمل کے منصوبے بنانے میں بھی کوئی ہمارا ہمسر نہیں۔

البتہ قدیم رومن کیتھولک فرقہ جیسوئیٹس (Jesuits) واحد طبقہ ہے جو غالباً ہمارے برابر سمجھا جا سکتا تھا مگر ہم نے انہیں سوچ بچار سے عاری عوام کی نگاہوں میں گرا دیا ہے۔ اس کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے ہم پس پردہ ہی رہے ہیں۔ دنیا کو غالباً اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ان پر حکمرانی کیتھولک چرچ کا سربراہ کرے یا

صیہونی خون والا کوئی مطلق العنان کرے۔ لیکن ہم خدا کی محبوب قوم ہیں ہمارے لئے اس معاملے میں کسی قسم کی لاپروائی اور بے اعتنائی کی کوئی گنجائش نہیں۔

اس امر کا امکان موجود ہے کہ شاید کچھ عرصے کے لئے غیر یہود کا مشترکہ محاذ ہمارا مقابلہ کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ لیکن ان کے درمیان اختلافات و تنازعات اتنے زیادہ اور گہرے ہیں کہ ان کا ختم ہونا ممکن نہیں ہے۔ ہم نے غیر یہودیوں کو ذاتی اور قومی مفادات کے نام پر ایک دوسرے کے خلاف صف آراء کر دیا ہے۔

خفیہ سرگرمیاں

گزشتہ بیس صدیوں کے دوران ہم غیر یہودیوں کے درمیان مذہبی' گروہی اور نسلی تعصبات کو وسیع پیمانے پر فروغ دیتے رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج پوری دنیا میں ایک بھی ریاست ایسی نہیں کہ وہ ہمارے خلاف برسرپیکار ہو تو دوسری اس کی پشت پناہی کرے' کیونکہ یہ سب جانتے ہیں کہ ایسے کام یا معاہدے میں شریک ہونا ان کے لئے شدید نقصان کا باعث بن سکتا ہے۔ ہم بے حد طاقتور ہیں' ہماری طاقت کی تاب کوئی نہیں لا سکتا۔ آج اقوام عالم میں معمولی سے معمولی نوعیت کے خفیہ معاہدے بھی اس وقت تک طے نہیں ہو سکتے جب تک ہمارا خفیہ ہاتھ ان میں کار فرما نہ ہو۔

توراۃ کے الفاظ ہیں۔۔۔۔۔ "بادشاہ میرے ہی توسط سے حکمرانی کرتے ہیں" پیغمبروں کے ارشاد کے مطابق ہمیں کرۂ ارض پر حکمرانی کے لئے خود خدا نے منتخب کیا ہے' جس کے لئے اس نے ہمیں غیر معمولی ذہانت عطا کی ہے۔ تاکہ ہم اس عظیم فرض کو سر انجام دے سکیں۔ لیکن اگر کسی وجہ سے ذہانت و فطانت ہمارے مخالفین اور حریفوں کے مقدر میں بھی آ جائے تو انہیں ہمارے خلاف شدید جدوجہد کرنا ہو گی کیونکہ کسی بھی میدان میں نئے نئے اترنے والے افراد ہمارے برابر جہاندیدہ اور تجربہ کار نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا اس نئے گروہ یا فریق کے اور ہمارے درمیان جو کشمکش ہو گی انتہائی سنگدلانہ ہو گی جو اس سے پہلے دنیا نے کبھی دیکھی ہو گی اور نہ سنی ہو گی۔

یاد رکھئے کہ دیر سے حاصل ہونے والی ذہانت ان کے لئے (بوجہ تاخیر) بہت کارآمد

نہیں ہو گی۔ کسی مشینری کے سب پہیے انجن ہی کی طاقت سے حرکت میں آتے ہیں۔ یہ طاقت ہمارے ہاتھ میں ہے۔ زر جو سلطنتوں کی مشینری کا انجن ہے ہمارے دست قدرت میں رہتا ہے۔ سیاسی معیشت کی سائنس کی ایجاد کا سہرا ہمارے بزرگ مفکرین کے سر ہے۔ اسی کی بدولت عرصہ دراز سے سرمائے کو شاہانہ عظمت و شوکت حاصل رہی ہے اور آئندہ بھی رہے گی۔

سرمایہ پر اگر کوئی قدغن لگانا مطلوب نہ ہو تو اسے صنعت اور تجارت پر اجارہ داری قائم کرنے کی پوری آزادی حاصل ہونی چاہئے بلکہ دنیا کے ہر خطے میں پہلے ہی ایک غیر مرئی ہاتھ اسی پالیسی پر عمل کرا رہا ہے۔ اس آزادی کی وجہ سے صنعت کاروں کو سیاسی قوت حاصل ہو گی جس کے بل بوتے پر وہ عوام کو بہ آسانی کچل سکیں گے۔ آج کے دور میں عوام کو جنگ میں جھونکنے کی بہ نسبت غیر مسلح کرنا' زیادہ ضروری ہے۔ اس سے بھی زیادہ ضروری یہ ہے کہ ان کے بھڑکتے ہوئے جذبات کو سرد کرنے کی بہ نسبت اپنے مفادات کے لئے استعمال میں لایا جائے۔ بلکہ سب سے زیادہ اہمیت اس امر کو دی جانی چاہئے کہ دوسروں کے تصورات و نظریات کو مسترد کرنے کی بجائے انہیں ایسے معانی پہنائے جائیں جو ہمارے اغراض و مقاصد سے مطابقت رکھتے ہوں۔

ہمارا مطمح نظر یہ ہونا چاہئے کہ ہم اپنی مخصوص تنقیدی پالیسی کے تحت عوام کے ذہنوں کو اتنا پست کر دیں کہ وہ سنجیدہ سوچ بچار سے بالکل محروم ہو جائیں اور کسی قسم کی مزاحمت نہ کر سکیں۔ ان کی ذہنی قوتوں کو ایسا پراگندہ کر دیا جائے کہ وہ محض فصاحت و خطابت اور بیان بازی کی مصنوعی جنگوں میں الجھے رہیں۔

ہر دور میں دنیا کے عوام اجتماعی اور انفرادی سطح پر زبانی دعووں کو اصل کارناموں پر ترجیح دیتے رہے ہیں۔ عوامی اکھاڑوں میں ظاہری نمود و نمائش پر قانع ہو جاتے رہے ہیں۔ یہ سوچنے پر شاذ و نادر ہی توجہ دیتے ہیں کہ زبانی دعووں نے کبھی حقیقت کا روپ دھارا بھی ہے یا نہیں۔ ان رجحانات کے پیش نظر ہم بھی نمائشی ادارے قائم کریں گے جو کام کم اور دعوے زیادہ کریں گے۔ ان اداروں کے قیام سے لوگوں پر یہ ظاہر کرنا ہو گا کہ ان کی موجودگی تمہاری ترقی کے لئے بے حد ضروری ہے۔ ہمیں تمام جماعتوں کی

بلکہ ہر مکتب فکر کی ساخت اور تربیت کی بھی ذمہ داری لینی ہے ان کے ترجمان اور مقررین کے طور پر ایسے لوگوں کو سامنے لانا ہے جو بہت بولیں گے اور اتنے بیانات داغا کریں گے کہ ان کے سامعین اور قارئین ان کے نعروں اور دعووں کو سن کر عاجز آ جائیں گے اور تقریر و تحریر کے فن سے ہی نفرت کرنے لگیں گے۔ اس پالیسی کے تحت ہمارے دو اہم راز ہیں۔

پہلا راز

رائے عامہ کو اپنے ہاتھ میں لینے کے لئے ہمارے پاس ایک راز یہ ہے کہ ہمیں کشیدگی' مایوسی اور بے اطمینانی کی ایک فضا قائم کرنا ہو گی۔ اس کا طریقہ یہ ہو گا کہ ہر سمت اور ہر گوشے سے قطعی متنازعہ' اور متضاد خیالات کو پیش کریں گے۔ اس سلسلہ کو اتنا طول دیں گے کہ غیر یہود صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیں گے۔ بعدازاں خیالات اور نظریات سے پیدا ہونے والی بھول .بھلیوں میں کھو جائیں گے اور بالآخر اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ سیاسی امور میں کسی کو اپنا موقف یا نظریہ نہیں رکھنا چاہئے یا سیاست میں کوئی بات حرف آخر نہیں ہوتی' عوام کی کوئی سیاست نہیں ہے یہ لیڈروں کا کام ہوتا ہے۔

دوسرا راز

کسی قوم کی ماضی کی غلطیوں کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا جائے۔ شہری زندگی کے حالات اور مسائل کو ایسا الجھا دیا جائے کہ سب لوگ اس طرح دست و گریبان ہو جائیں کہ کسی قابل نہ رہیں بالآخر وہ ایسی منزل پر پہنچیں گے جہاں کوئی نظام نہ ہو گا۔ بدنظمی اور انتشار کا ماحول عوام کو اس قابل ہی نہ چھوڑے گا کہ ایک دوسرے کو پہچان سکیں۔ اس طرح ہم بتا سکیں گے کہ جماعتوں میں کتنا انتشار اور اختلاف ہے۔ اسی طریقے سے ہم ان طاقتوں کا بھی شیرازہ بکھیر دیں گے جو اس وقت ہمارے خلاف برسرپیکار ہیں۔

ہم غیر یہود اقوام کی تعلیم کے شعبے کو خاص طور پر نشانہ بنائیں گے' ان کے نصاب تعلیم کو ایسے انداز میں مرتب کریں گے کہ ان کی نئی نسل دلجمعی اور یکسوئی سے

کوئی فیصلہ نہ کر پائے' کبھی کسی قطعی نتیجے پر نہ پہنچ سکے اور ہمیشہ تناؤ اور کشیدگی سے دوچار رہے۔

ان تمام طریقوں سے ہم غیر یہود کو اتنا زچ کر دیں گے کہ وہ ہمیں بین الاقوامی اقتدار پیش کر دیں گے اور باہمی اختلافات میں ہمیں ثالث بنانے لگیں گے' اس طرح ایک سپر گورنمنٹ معرض وجود میں آ جائے گی۔ آج کے حکمرانوں کی جگہ ہم ایک ایسے ادارے کی تشکیل کریں گے جو اعلیٰ نظامت کہلائے گی۔ اس ادارے کے ہاتھ چاروں سمت پہنچیں گے اور اس کا دخل دنیا کے ہر گوشے میں ہو گا۔ اس کی نظامت کے ایک ہزار پہلو ہوں گے اور یہ اقوام عالم کو زیر نگیں لانے میں کبھی ناکام نہیں ہو گی۔

پروٹوکول: 6

حصول اقتدار کی تکنیک

اہم نقاط: اجارہ داریاں اور غیر یہود کا مستقبل' زمینداروں سے ان کی املاک ہتھیانے کا فلسفہ' صنعت و تجارت اور سٹہ بازی کی صنعت' ضروریات زندگی کی گرانی' انارکی کا رجحان' شراب نوشی' معاشی نظریات کے خفیہ معنی۔

ہم بہت جلد بڑی بڑی اجارہ داریاں قائم کریں گے۔ جو دولت اور زر کے بڑے بڑے ذخیرے ہوں گے۔ یہ وہ مراکز ہوں گے جن پر غیر یہود کی قسمتوں کا اس حد تک انحصار ہو گا کہ سیاسی تصادم مول لینے کی صورت میں وہ اگلے ہی روز تمام ملکی قرضوں سمیت غرق ہو جائیں گے۔

یہاں موجود حضرات میں سے جو لوگ معیشت کے ماہرین ہیں انہیں تمام عوامل کو یکجا کر کے ان کے اثرات دیکھنا ہوں گے نیز ہمیں ہر ممکن طریقے سے اپنی "عظیم حکومت" (Super Government) کی اہمیت کو اس انداز سے واضح کرنا ہے کہ ہمارے دائرۂ اطاعت میں آنے والی قومیں از خود اسے اپنا نگہبان' محافظ اور محسن سمجھیں۔ غیر یہود کا طبقہ شرفاء سیاسی قوت کی حیثیت سے ختم ہو چکا ہے' اسے اہمیت دینے کی قطعاً" کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن بحیثیت زمیندار یہ لوگ اب بھی ہمارے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے ذرائع آمدنی کے لحاظ سے خود کفیل ہیں۔ لہٰذا ہمارے لئے ضروری ہے کہ انہیں ان کے ذرائع آمدنی یعنی اراضی سے محروم کر دیا جائے۔ اس مقصد کے لئے زرعی املاک پر زیادہ بوجھ ڈالنے اور اراضی کو قرضوں کے

بوجھ تلے دبانے کی ضرورت ہو گی۔ ان اقدامات سے اراضی پر اجارہ داری کے رجحانات کا خاتمہ ہو سکے گا اور زمینداروں کے اندر عجز و انکسار اور غیر مشروط اطاعت اور فرمانبرداری بھی پیدا ہو جائے گی۔

صنعت اور سٹے بازی

غیر یہود شرفا اپنی اجارہ داری کے خاتمے کے بعد نہ تو اپنی خاندانی روایات کو برقرار رکھ سکیں گے اور نہ اپنی قلیل آمدنی پر گزارہ کر سکیں گے۔ اس لئے وہ جلد صفحہ ہستی سے نابود ہو جائیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم صنعت اور تجارت کی بھی بھرپور سرپرستی کریں گے اور اس میں سٹہ بازی کو فروغ دینے کی کوشش کریں گے۔ کیونکہ سٹہ صنعت کے لئے ایک حریف ثابت ہوتا ہے۔ جبکہ اس کی عدم موجودگی میں صنعتی اور تجارتی سرگرمیاں بڑھتی رہتی ہیں۔ اور یہاں جمع ہونے والا زر زراعت کو ترقی دینے میں صرف ہونے لگتا ہے۔ اس طرح کاشت کی تمام اراضی قرضوں وغیرہ کی ادائیگی کے بعد نجی ہاتھوں میں منتقل ہو جائے گی۔ جو ہم نہیں چاہتے۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ سٹہ بازی کے ذریعہ سرمایہ ہمارے پاس آ جائے۔ اس طرح سے غیر یہود محض بھکاری محنت کش طبقے میں تبدیل ہو جائیں گے۔ اس کے بعد یہ تمام غیر یہود یقیناً ہمارے سامنے سرنگوں ہو جائیں گے۔

غیر یہود کی صنعت کی مکمل تباہی کا سامان ہوتے ہوتے ہم سٹہ بازی کی مدد سے تعیشات کو فروغ دیں گے۔ عیش پرستی کی ہوس ہر چیز کو نگلتی رہے گی۔ ہم مزدوروں کی شرح اجرت کو بڑھائیں گے لیکن ساتھ ساتھ بنیادی ضروریات زندگی یعنی اشیاء کی قیمتوں میں بھی اضافہ کر دیں گے۔ اس طرح اجرتوں کی شرح بڑھنے سے حقیقتاً انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ اشیاء کی گرانی کا لوگوں کو ہم یہ سبب بتائیں گے کہ یہ سب کچھ مویشیوں کی قلت کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ ہم اپنی چابکدستی اور مہارت سے پیداوار کے ذرائع کو کھوکھلا کرنے کے لئے کارکنوں اور مزدوروں میں شراب نوشی کو عام

کر دیں گے۔ اور دیگر اقدامات بھی بروئے کار لائیں گے جن سے کرۂ ارض سے غیر یہودی تعلیم یافتہ طبقے کی بیخ کنی ہو سکے۔ اس امر کے لئے کہ غیر یہود ان پالیسیوں کے حقیقی مفہوم اور ان کے پس پردہ منصوبے کو قبل از وقت نہ سمجھ جائیں ہم ان پر محنت کش طبقے کی بے لوث خدمت کی خواہش کا پردہ ڈالیں گے۔ علاوہ ازیں سیاسی معیشت کے ان اصولوں کو بھی صیغہ راز میں رکھیں گے جن کے فروغ کے لئے ہمارے معاشی نظریات کا بڑے شد و مد کے ساتھ دنیا بھر میں پروپیگنڈہ ہو رہا ہے۔

○

پروٹوکول: 7

عالمی جنگیں

اہم نقاط: اسلحہ اور فوج میں اضافہ' عالمی پیمانے پر انتشار' تشدد اور اشتعال انگیزی' غیر یہود کے مقابلے کے لئے جنگوں کی ابتداء کا فلسفہ' سیاست میں راز داری' پریس اور رائے عامہ' امریکہ' چین اور جاپان کی توپیں۔

کسی ملک میں اسلحہ کی بھرمار اور پولیس فورس میں اضافہ ہمارے منصوبوں کی تکمیل کے لئے بے حد ضروری ہیں' ہم جو کچھ حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ دنیا کی تمام مملکتوں میں ہمارے علاوہ مزدور اور محنت کش طبقہ رہ جائے چند ایک کروڑ پتی بھی ہوں جو صرف ہمارے مفاد کے لئے کام کرتے رہیں۔

ہمیں پولیس کے ذریعہ یورپ میں اور یورپ کی وساطت سے دوسرے براعظموں میں بھی فسادات' انتشار اور جنگ و جدل کی آگ بھڑکانی ہے۔ اس سے ہمیں دوہرا فائدہ ہو گا۔ اول یہ کہ ہم تمام ملکوں اور قوموں کو اپنے قابو میں رکھ سکیں گے کیونکہ انہیں یہ خوف ہو گا کہ ہمارے پاس طاقت ہے ہم جب چاہیں کسی کو بھی سزا دے سکتے ہیں اور جہاں چاہیں نظم و نسق قائم کر سکتے ہیں۔ اس طرح تمام ممالک ہمیں ایک ناگزیر اور مطلق العنان قوت کے طور پر دیکھنے کے عادی ہو جائیں گے۔ دوم' ہم ان تمام ڈوروں کو جو سیاسی نظاموں' معاشی معاہدوں اور قرضہ جات کے وسیلوں سے مختلف ملکوں کی وزارتوں میں پھیلی ہوئی ہیں' الجھا کر رکھ دیں گے۔ اس مقصد کے لئے ہمیں مذاکرات اور معاہدوں کے دوران پوری ہوشیاری اور فراست سے کام لینا ہو گا لیکن جہاں تک سرکاری زبان کا تعلق ہے ہمیں اس پالیسی کے برعکس حکمت عملی

اختیار کرنا ہو گی۔ اس سلسلے میں ہمیں دیانتداری اور خلوص کا اظہار کرنا ہو گا تاکہ غیر یہود عوام اور حکومتیں ہمیں نسل انسانی کے محسن' نجات دہندہ اور مہرو محبت کے پیکر سمجھتی رہیں۔ ان حکومتوں اور عوام کو ہم نے محض چیزوں کی ظاہری ہیئت پر غور کرنا سکھایا ہے' اس لئے ہم ان کے سامنے اپنا جو رخ پیش کریں گے وہ اسی رخ کو تسلیم کریں گے۔

سیاست میں کامیابی کا یہی راز ہے کہ تمام کارروائیوں اور اپنے عزائم کو خفیہ رکھا جائے۔ نیز سیاستدانوں کے قول و عمل میں مطابقت نہیں ہونی چاہئے۔ ہمیں تمام غیر یہودیوں کی حکومتوں کو اس بات پر مجبور کرنا چاہئے وہ اپنی سرگرمیوں کو ہماری منشاء اور منصوبوں کے مطابق مرتب کریں۔ ہم اپنی عظیم قوت اور پریس کے ذریعہ اپنے منصوبوں کی حمایت میں رائے عامہ کو ہموار کرتے رہیں گے۔ کیونکہ پریس بالعموم ہمارے قبضے میں ہے چند مستثنیات کی بات الگ ہے وہ ظاہرا" ہماری مخالفت بھی کریں تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

یورپ میں تمام غیر یہود پر کڑی نگرانی کے نظام کو مختصرا" یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ ہم اپنی قوت کا مظاہرہ کسی خاص ملک پر تشدد کر کے یا دہشت پھیلا کر کریں گے جس سے دوسری مملکتوں کو عبرت حاصل ہو گی۔ اگر ہم نے اپنے خلاف کسی عام بیداری اور تحریک کو پھلنے پھولنے کا موقع دیا تو اس کا جواب ہم امریکہ' چین یا جاپان کی بندوقوں اور توپوں سے دیں گے۔

پروٹوکول: 8

عبوری حکومت

اہم نقاط: الفاظ کی جادوگری' فری میسنز کے معاونین' خصوصی سکولوں کے اساتذہ اور غیر تدریسی عملہ کی تربیت' ماہرین معیشت اور کروڑ پتی لوگ' اہم سرکاری عہدوں پر کن افراد کا تقرر ہونا چاہیے۔

غیر معقول فیصلے اور دلکش بیانات

ہمیں ایسے ہر ہتھیار اور ہر اسلحہ سے لیس ہونا چاہیے جو دشمن کے خلاف موثر طور پر استعمال کیا جا سکتا ہو بعض صورتوں میں ہمیں ایسے فیصلے بھی صادر کرنا پڑیں گے جن کو لوگ غیر معقول اور غیر منصفانہ قرار دیں گے لیکن ہمیں ان کا قانونی جواز پیش کر کے لوگوں کو مطمئن کرنا ہو گا۔ اس سلسلے میں ہمیں زبان و طرز بیان کو حسین اور مرعوب کن بنانا ہے جس سے یہ تاثر مل سکے کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں اخلاقی قدروں اور قانونی ضابطوں کے مطابق ہے۔

فری میسنز کے معاونین

ہماری انتظامیہ کو اپنے گرد و پیش کی ان تمام قوتوں کو مجتمع کرنا ہو گا جن کے درمیان رہ کر ہمیں اپنے فرائض انجام دینا ہیں۔ ہمارے ملازمین و معاونین کے گرد ماہرین قانون بھی ہوں گے' مشیرین بھی اور ماہر منتظمین بھی ہوں گے۔ ان میں سفارت کاری کے ماہرین کے علاوہ خصوصی سکولوں کے اساتذہ اور غیر تدریسی عملہ کے

افسران بھی شامل ہوں گے۔ یہ افراد سماجی ڈھانچے کے تمام اسرار و رموز کے شناور ہوتے ہیں۔ اور ان تمام زبانوں سے بھی واقف ہوں گے جو سیاسی سوچ کے اظہار کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔ لہذا یہ ہر تفویض کردہ کام کو اچھی طرح انجام دے سکیں گے۔ ہم انہیں انسانی فطرت کے خفیہ پہلوؤں اور ان حساس تاروں سے بھی آشنا کردیں گے جنہیں چھیڑ کر وہ اپنے مقاصد حاصل کر سکیں۔ یہ تار غیر یہودیوں کی افتاد طبع' ان کے رجحانات و میلانات' ان کی کمزوریوں اور خوبیوں اور ان کے طبقاتی مزاج کی تفصیلات سے متعلق ہوں گے۔ یہ بات صاف ظاہر ہے کہ ہم اپنے کارندوں اور معاونین کا انتخاب ان غیر یہودیوں میں سے نہیں کریں گے جو اپنے سرکاری فرائض انجام دیتے وقت اتنا سوچنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کرتے کہ ان کے مقاصد کیا ہیں اور ان کا حصول کیوں ضروری ہے؟ مشینی انداز میں کام کرنے والے یہ لوگ کاغذات پر دستخط کرنے سے پہلے انہیں پڑھنے کی تکلیف بھی گوارا نہیں کرتے اور رواروی میں دستخط ثبت کر دیتے ہیں۔ ان لوگوں کو حصول کے سوا کسی چیز سے غرض نہیں' یوں سمجھئے کہ یہ بالکل ہی ہوس کے بندے ہوتے ہیں۔

یہودی معیشت

ہماری انتظامیہ کو ماہرین معیشت کی بہت بڑی تعداد کی خدمات میسر ہوں گی یا یہ کہہ لیجئے کہ وہ ماہرین اقتصادیات سے گھری ہوئی ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ یہودیوں کو دی جانے والی تعلیم میں اقتصادی سائنس کو ایک اہم مضمون کی حیثیت حاصل ہے' ہمارے چاروں طرف بنکاروں' صنعت کاروں' سرمایہ کاروں اور کروڑ پتیوں کا ایک بڑا مجمع ہو گا۔ ہمیں ان کی خدمات بہت سے کاموں کے لئے درکار ہوں گی کیونکہ ہم ہر مسئلے کا فیصلہ اعداد و شمار کی روشنی میں کرتے ہیں۔

وہ وقت بہت قریب ہے جب ہماری مملکتوں کے کلیدی عہدوں پر ہمارے یہودی بھائی تعینات ہوں گے۔ ان کی تقرریوں میں نہ کوئی رکاوٹ ہو گی اور نہ کوئی خطرہ ہو

گا۔ لیکن وہ وقت آنے تک ہم معاملات کی باگ ڈور ایسے لوگوں کو دیں گے جن کا ماضی اور حال یہ ثابت کر سکے کہ ان کے اور عوام کے درمیان ایک وسیع خلیج حائل ہے۔ ہماری ہدایات کی خلاف ورزی کرنے پر انہیں سنگین الزامات کا سامنا کرنا پڑے گا یا پھر شرم و ندامت کی وجہ سے خودکشی کیے بغیر کوئی چارہ نہ ہو گا۔ اس طریق کار سے دوسرے لوگوں کو نافرمانی کرنے والوں کے انجام سے سبق ملا کرے گا اور وہ آخری وقت تک ہمارے مفاد کے لئے کام کرنے پر مجبور ہوں گے۔

○

پروٹوکول: 9

دوبارہ تعلیم کی ضرورت

اہم نقاط: اقوام کو فری میسن اصولوں کی تعلیم دینے کی ضرورت' فری میسن کے شناختی الفاظ' غیر سامی ہونے کا مطلب و مفہوم' میسنری آمریت' دہشت انگیزی' میسنری کے خادم کون ہیں' غیر یہودی ریاستوں کی صاف ہیں اور اندھی قوتوں کا مفہوم' حاکمیت اور عوام کا تعلق' بے راہ روی' تعلیم و تربیت پر کنٹرول' غلط نظریات' قوانین کی تشریح و توضیح' زیر زمین تحریکیں۔

ہمارے قواعد و ضوابط کو جامہ عمل پہنانے سے قبل آپ کو ان لوگوں کے کردار کا بھی جائزہ لینا ہوگا جن میں رہ کر آپ کو کام کرنا ہے۔ عوام کو جب تک از سر نو ہمارے نصاب کے مطابق زیور تعلیم سے آراستہ نہیں کیا جائے گا ان قواعد و ضوابط کا سب پر یکساں اطلاق ممکن نہ ہو گا۔ تاہم اگر احتیاط اور صبر و تحمل سے کام لیا جائے تو دس سال کا عرصہ بھی نہیں گزرے گا کہ ضدی اور ہٹ دھرم قسم کے افراد کے ذہنوں میں بھی تغیر محسوس ہونے لگے گا۔ اور ہمارے مطیع افراد کی صف طویل تر ہوتی چلی جائے گی۔

"لبرل" کے الفاظ جو دراصل ہمارے شناختی (امتیازی) الفاظ یا "واچ ورڈ" ہیں انہیں آج ہم "آزادی' مساوات اور اخوت" کہتے ہیں لیکن جب ہماری اپنی سلطنت قائم ہو گی ہم ان کو نئے معنی پہنائیں گے۔ پھر یہ الفاظ خفیہ اشارے نہیں رہیں گے محض ایک تصور ہوں گے ان کے معنی پھریوں ہوں گے "آزادی کا حق' مساوات کا

فرض اور اخوت کا فرض۔" ہم ان الفاظ کی تاویل اسی انداز میں کریں گے اور مشکلات کا مقابلہ کرنے کا طریق کار بھی یہی ہے۔ جیسا کہ انگریزی کے ایک محاورے میں "بیل کو سینگوں سے پکڑنا" کہا جاتا ہے۔

جہاں تک حقیقی حکمرانوں کا تعلق ہے ہم نے ان سب کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا ہے۔ آئینی حکمران اگرچہ آج بھی خاصی تعداد میں موجود ہیں ان میں سے کوئی حکومت اگر ہمارے خلاف آواز بلند کرتی ہے تو یہ ہمارے ہی ایماء اور ہماری ہی ہدایت کے تحت ایک رسمی کارروائی ہوتی ہے۔ کیونکہ ان کی یہی دشمنی ہمارے مابین گہری اخوت بیدار کرنے کا سبب بنتی ہے۔ اب میں مزید تفصیل میں نہیں جاؤں گا کیونکہ یہ مسئلہ ہمارے درمیان بار بار زیر بحث آچکا ہے۔

قتل عام

ہمارے لئے ایسی رکاوٹیں یا مشکلات نہیں جو ہمارے دائرۂ عمل کو محدود کر سکیں۔ ہماری سپر گورنمنٹ غیر قانونی اساس پر ہی قائم رہ سکتی ہے جسے عام اصطلاح یا بہترین الفاظ میں "ڈکٹیٹرشپ" کہا جاتا ہے میں اس حیثیت میں ہوں کہ آپ پر یہ بات اچھی طرح واضح کر سکوں کہ وقت آنے پر قانون کی تشکیل کرنے والے فیصلے بھی صادر کریں گے اور سزائیں بھی نافذ کریں گے۔ ہم قتل عام کریں گے اور کسی کو نہیں بخشیں گے۔ اپنی فوجوں کے سالار کی حیثیت سے قیادت ہمارے ہی ہاتھ میں ہو گی۔ چونکہ ہمارے دائرۂ اختیار میں وہ عناصر بھی ہوں گے جو کبھی صاحب اقتدار اور ذی جاہ تھے لیکن بعد میں ہمارے ہاتھوں مغلوب ہوئے لہٰذا ایسے عناصر کو قابو میں رکھنے کے لئے ہمیں قوت ارادی کو بروئے کار لانا پڑے گا۔ لامحدود امنگیں، مشتعل جذبات اور جلتی ہوئی شعلہ فشاں حرص و آز، بے رحمی اور شقی القلبی، نفرت اور غیظ و غضب ہمارے ہتھیار ہوں گے۔

ہمارے کارندے

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ آج ہر طرف جو دہشت گردی اور بربریت پھیلی ہوئی ہے اس کا سرچشمہ ہم ہی ہیں۔ ہمارے کارندوں میں سوشلسٹ اور کمیونسٹ بھی ہیں' بے تاج و تخت سربراہان مملکت اور خوابوں کی دنیا میں رہنے والے عناصر بھی شامل ہیں۔ یہ سب ہماری غلامی کر رہے ہیں۔ ان سب کو اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے تیار کر رکھا ہے۔ ان میں سے ہر شخص اپنے طور پر بچی کھچی حکومتوں کی جڑیں کھودنے اور نظم و ضبط کی تمام مسلمہ صورتوں کو درہم برہم کرنے میں سرگرم عمل ہے۔ ان کی سرگرمیوں کے باعث تمام مملکتیں شدید اذیت سے دوچار ہیں۔ وہ امن و سکون کے لئے پند و نصائح سے بھی کام لیتی ہیں اور اس کے لئے اور بھی ہر قسم کی قربانی و ایثار کے لئے آمادہ ہیں لیکن ہم ان کو اس وقت تک امن و سکون سے نہیں بیٹھنے دیں گے جب تک یہ ہماری سپر گورنمنٹ کو جذبہ اطاعت کے ساتھ تسلیم نہ کرلیں گی۔

سوشلزم کے مسئلے کو بین الاقوامی معاہدے کے ذریعہ طے کرنے پر اگرچہ بہت سے لوگوں نے زور دیا ہے لیکن مختلف پارٹیوں میں منقسم ہونے کی وجہ سے سوشلسٹ ہمارے ہاتھوں میں کھیلنے پر مجبور ہیں۔ کیونکہ کشمکش کی فضا کو برقرار رکھنے اور انتخابی مقابلوں کو جاری رکھنے کے لئے ہر شخص کو سرمائے کی ضرورت ہوتی ہے جو کہ سارے کا سارا ہمارے ہاتھوں میں مرکوز ہے۔

ہمارے پاس یہ بات جاننے کے لئے ٹھوس وجوہات موجود ہیں کہ غیر یہود کے عقابی نظر رکھنے والے بادشاہوں اور ان کے ناعاقبت اندیش عوام کے درمیان اتحاد کی گنجائش اور امکان موجود ہے لیکن ہم اس امکان کے خلاف پہلے ہی ضروری اقدامات کر چکے ہیں اور دونوں قوتوں کے مابین خوف و ہراس کی دیوار کھڑی کر دی ہے۔ اس طرح ہم ہمیشہ اور ہر جگہ عوام کی اندھی طاقت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو ہم

صرف انہیں قیادت مہیا کریں گے اور انہیں ان راستوں پر گامزن کریں گے جن کا رخ ہماری منزل کو جاتا ہے یعنی جو ہمارے مفاد کے مطابق ہے۔

طریق کار

غیر یہود اداروں کو ہمیں اس وقت تک نہیں چھیڑنا چاہئے جب تک ہم اس قابل نہ ہوں کہ حسن تدبیر اور سلیقے سے ان کو مکمل طور پر تباہ کر دیں اور اس طرح ان کی زندگی کے نظام کے سرچشموں پر پوری طرح قابو نہ پالیں۔ اس نظام کو زندگی بخشنے والے چشمے بڑے منظم اور منضبط ہوتے ہیں۔ ہم نے ان کو پہلے ہی خشک کرنے کی تدابیر اختیار کر لی ہیں۔ عدلیہ کے نظم و نسق میں ہمیں پہلے ہی دخل حاصل ہو چکا ہے۔ انتخابی عمل میں، پریس کی کارکردگی میں اور شخصی آزادی کی حدود کے اندر، الغرض ہر اہم شعبہ زندگی میں ہمیں دخل حاصل ہے۔ لیکن ہمارا خاص دخل تعلیم و تربیت میں ہے جو آزاد زندگی میں بنیادی ستون کی حیثیت رکھتی ہے ہم نے غیر یہود نوجوان نسل کو احمق، لاابالی، بدچلن اور اخلاقی طور پر دیوالیہ بنا دیا ہے اور ان کی تربیت ایسے نظریات اور عقائد کی روشنی میں کی ہے جو ہمارے ہی پیش کردہ ہیں اور جن کے بارے میں ہمیں بخوبی علم ہے کہ یہ قطعاً" بے بنیاد اور غلط ہیں۔

علاوہ ازیں موجودہ قوانین میں کوئی خاص تبدیلی لائے بغیر متضاد قسم کی توضیحات سے انہیں توڑ مروڑ کر ہم نے ایسے نتائج اخذ کئے ہیں جو بظاہر بڑے پرشکوہ نظر آتے ہیں لیکن درحقیقت ایسا نہیں۔ ان نتائج کا ایک فائدہ یہ ہوا ہے کہ پہلے تو اصل قوانین ضمنی توضیحات و تشریحات کے پردوں میں چھپ کر رہ گئے ہیں اور دوسرا یہ کہ وہ مکمل طور پر حکومتوں کی نظروں سے اوجھل ہو گئے ہیں۔ کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ قانون سازی کے الجھے ہوئے جالے میں کچھ اخذ کرنا ممکن ہی نہیں۔ یہیں سے ثالثی فیصلوں کے نظریہ (Theory of Arbitration) کی ابتداء ہوتی ہے۔

یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر غیر یہودیوں کو وقت آنے سے قبل ہماری سرگرمیوں اور منصوبوں کا اندازہ ہو جائے تو وہ مسلح ہو کر ہم پر بلہ بول دیں گے لیکن مغربی ممالک میں ہم نے انتہائی دوربینی اور حکمت عملی کے ساتھ اس امکان کے خلاف دہشت گردی کا منصوبہ تیار کر لیا ہے کہ اس کی تفصیل جاننے سے مضبوط دل والے انسان بھی لرز اٹھیں گے۔ اس منصوبے کے تحت وہ برا وقت آنے سے پہلے ہی ہم تمام دارالحکومتوں کے زیر زمین بڑے بڑے شہر تعمیر کر لیں گے اور بارودی سرنگوں کا جال بچھا دیں گے جہاں سے ان دار السلطنتوں کو ان کے تمام دفاتر اور اداروں سمیت بھک سے اڑا دیا جائے گا۔

پروٹوکول: 10

اقتدار کے لئے تیاری

اہم نقاط: سیاست میں ظاہرداری اور بدمعاشانہ ذہنیت' فری میسن کے فوجی انقلاب کا فائدہ' حق رائے دہندگی' خودستائی اور فری میسن کے لیڈر' عبقری رہنما ادارے' سیاسی رواداری کا زہر' آئین سیاسی پارٹیوں' جمہوریت کا دور' صدور فری میسن کے ہاتھ میں کٹھ پتلی' صدور کی ذمہ داری' "پانامہ" کا صدر اور اس کے ساتھیوں کا کام' فری میسن تحریک' قانون ساز قوت' نیا جمہوری آئین' "شہنشاہ عالم" کے اعلان کا وقت' فری میسن کا بیماریاں پھیلانا اور اس کی دیگر چالیں۔

آج میں آپ کے سامنے وہ باتیں پھر دوہراتا ہوں جو پہلے بھی کہہ چکا ہوں تاکہ آپ یہ باتیں اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ اس دور کی مملکتیں اور اس دور کے عوام سیاسی دنیا میں صرف ظاہری ہیئت پر مطمئن ہو چکے ہیں۔ آخر غیریہودی عوام معاملات کی تہہ تک کیسے پہنچ سکتے ہیں جبکہ ان کے اپنے نمائندے ہی ان معاملات تک نہیں پہنچ پائے۔ اور عیش و عشرت میں ڈوبے رہنا پسند کرتے ہیں۔ ہماری حکمت عملی کی کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ ہم تمام اہم امور سے باخبر رہیں اور ان پر گہری نظر رکھیں کیونکہ اختیارات کی تقسیم' تقریر و تحریر کی آزادی' پریس کے لئے آزادی' مذہب اختیار کرنے کی آزادی' انجمن سازی کی آزادی' املاک کے تحفظ کی ضمانت'

قانون کی نظر میں سب کی برابری' رہائشی ٹیکس اور بعض دیگر ٹیکس (خصوصاً ٹیکس چوری کا مسئلہ) بڑے اہم مسائل ہیں۔ ان پر کھلے عام اور براہ راست بحث و مباحثہ مناسب نہیں ہوتا۔ اگر بالفرض ان پر اظہار خیال کرنا ناگزیر ہو جائے تو ان پر واضح اور دو ٹوک اظہار خیال نہیں کیا جانا چاہئے۔ ان کا اجمالی ذکر اس طور پر کیا جائے جیسے کہ ہم مروجہ عصری اصولوں کو تسلیم کرنے کا اعلان کر رہے ہوں۔ اس معاملے میں خاموشی اختیار کرنے کا سبب یہ ہے کہ ان اصولوں کا نام نہ لے کر ہم اپنی آزادی عمل کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔ کسی ایک چیز کو اختیار کرنے اور دوسری چیز کو ترک کرنے کی آزادی کو کسی کے نوٹس میں لائے بغیر استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ ہم اپنا مطلب بھی پورا کر لیں اور کسی کو شبہ تک نہ گزرے۔

عوام کی عام حالت یہ ہے کہ وہ اپنے دل میں سیاسی قوت کے لئے خاص محبت اور تعظیم کو پالتے پوستے رہتے ہیں۔ سیاست کے نام پر تمام جارحانہ کارروائیوں کو تحسین کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ آپ نے انہیں یہ الفاظ کہتے ہوئے اکثر سنا ہو گا۔۔۔۔۔ "یہ تو بڑی شیطنت ہے' یہ بدمعاشی تو ہے لیکن اس میں ذہانت بھی پائی جاتی ہے۔ تم اسے چالبازی کہہ لو لیکن کتنی صفائی سے کی گئی ہے' اس فریب میں کتنی خوبصورتی' کتنی دیدہ دلیری اور کیسی زبردست جسارت ہے۔"

ہم نے دنیا کے لئے جو نیا بنیادی ڈھانچہ تشکیل دیا ہے' امید ہے کہ وہ اقوام عالم کے لئے بڑا پرکشش ہو گا' ہماری ساری منصوبہ بندی' اسی ڈھانچے کے حوالہ سے ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے لئے تمام چیزوں سے زیادہ اہمیت خود کو مسلح کرنے کی ہے۔ یہ ہماری ایک ناگزیر ضرورت ہے کہ ہم اپنی عمدہ صف بندی کریں اور پرعزم و پرجوش اور ناقابل تسخیر قوت بن جائیں۔ ہم اپنے سرگرم کارکنوں کی وجہ سے راہ میں آنے والی تمام رکاوٹیں اور مزاحمتیں دور کر سکتے ہیں۔ جب ہم نے اپنے انقلابی پروگرام کو مکمل کر لیا تو ان اقوام کو مخاطب کر کے کہیں گے کہ "ہر معاملہ خراب ہو چکا ہے'

آلام و مصائب نے سب کو بدحال کر دیا ہے ہم آپ کے مصائب اور مسائل کے تمام اسباب یعنی قومیتوں' سرحدوں اور کرنسیوں سے پیدا ہونے والے تنازعات کو ختم کر دیں گے۔ آپ کو اختیار ہے کہ ہمیں بیشک قصور وار ٹھہرائیں لیکن ہم جو کچھ آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں پہلے اسے پرکھ تو لیں۔ ایک موقع تو دیں۔"

اس کے بعد عوام ہمارے گن گانا شروع کر دیں گے۔ اور متفقہ طور پر امیدوں اور توقعات کا جشن مناتے ہوئے ہمیں اپنے کندھوں پر اٹھالیں گے۔ اس مقصد کے لئے ہمیں ہر شخص سے طبقہ اور قابلیتوں کے معیار سے بلند ہو کر بلا تمیز و لحاظ ووٹ حاصل کرنا ہو گا تاکہ ہمیں واضح اور قطعی اکثریت حاصل ہو جائے۔ یہ اکثریت تعلیم یافتہ اور بالادست طبقہ کے بل پر نہیں مل سکتی۔

جب عوام نے ہمیں اپنا نجات دہندہ سمجھنا شروع کر دیا اور ہمیں اپنی مشکلات و مصائب کا حل سمجھنے لگ گئے تو انتخابات میں ہمارے سامنے کوئی بھی نہیں ٹھہر سکے گا۔ انتخابات ہمارا اعلیٰ ترین ہتھیار بن جائیں گے' انہی کے ذریعہ عوام ہمیں دنیا کی تاجداری بخشیں گے۔ حد یہ ہے کہ انسانی نسل کی چھوٹی چھوٹی اکائیاں جلسوں اور جلوسوں کے ذریعہ ہم پر اپنے اعتماد کا اظہار کریں گی۔ دراصل یہ لوگ ہمارے ہاتھوں میں کھیل رہے ہوں گے اور ہمارے مخالفین کی کسی بات پر کان نہ دھریں گے۔ اس طریقہ پر ہم ایک اندھی قوت پیدا کر دیں گے جو ہمارے ایجنٹوں اور کارندوں کی رہنمائی کے بغیر کبھی آگے نہیں بڑھ سکے گی اور ان کارندوں کو ہم عوام کا رہنما بنا کر پیش کریں گے۔

منصوبوں کی تیاری

یہ بات ملحوظ خاطر رکھئے کہ حکومت کا ہر منصوبہ ایک اور صرف ایک ذہن کی پیداوار ہونا چاہئے کیونکہ کئی اذہان کی تیار کردہ شقیں اور اجزا نہ صرف جامعیت سے محروم رہتے ہیں بلکہ ان کی گرفت بھی مضبوط نہیں ہوتی۔ لہٰذا اس منصوبے کو عملی

جامہ پہنانے سے متعلق طریق کار سے آگاہی تو ہم حاصل کر سکتے ہیں لیکن اسے زیر بحث نہیں لا سکتے' مبادا اس میں پنہاں فریب کاریوں' اس کے مختلف حصوں کے باہمی ربط و انحصار' ہر شق کے خفیہ معانی کو نقصان پہنچ جائے۔ اس قسم کے مشکل اور محنت طلب منصوبوں کو زیر بحث لانا اور متعدد رائے شماریوں کے ذریعہ ان میں ترمیم کرنا منصوبوں کی اصل روح کو گزند پہنچانے کے مترادف ہو گا۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے منصوبے موثر بھی ہوں اور پوری حزم و احتیاط سے بھی تیار کئے گئے ہوں۔ اس لئے ہمیں اپنے ذہین و فطین لوگوں کے کام کو عوام یا سیلکٹ کمیٹیوں کے زہریلے دانتوں کی نذر نہیں ہونے دینا چاہئے۔

ہمارے یہ منصوبے' موجودہ اداروں کو فوری طور پر درہم برہم نہیں کریں گے بلکہ ان کی معیشت پر اثر انداز ہوں گے اور ان کی معیشت کو تبدیل کر کے رکھ دیں گے' پھر ان اداروں میں بھی تبدیلی کا رجحان پیدا ہو گا اور وہ اسی راہ پر چل پڑیں گے جو ہمارے منصوبوں کے عین مطابق ہو گی۔

اہمیت کار

اس وقت دنیا کے تمام ملکوں میں مختلف ناموں کے تحت تقریباً ایک ہی قسم کا نظام موجود ہے۔ انھیں نمائندگی' وزارت' سٹیٹ کونسل' (قانون ساز) لیجسلیٹو ادارے اور انتظامی کونسلیں وغیرہ کہا جاتا ہے۔ میں ان اداروں کے باہمی تعلق و ربط بیان کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا' کیونکہ ان سے ہر کوئی واقف ہے۔ آپ صرف اس حقیقت کو ذہن نشین کیجئے کہ متذکرہ اداروں میں سے ہر ایک مملکت کے "اہم" کاموں کو سر انجام دیتا ہے۔ میں یہاں یہ بات پھر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں نے لفظ "اہم" سے متعلق کہا ہے' "ادارے" کے متعلق نہیں کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہمارے لئے ان اداروں کی کوئی اہمیت نہیں' ان "کاموں" کی اہمیت ہے جو انجام دیئے جاتے ہیں۔ ان

اداروں نے اپنے درمیان حکومت کے فرائض تقسیم کر رکھے ہیں۔ جن میں انتظامیہ' مقننہ اور عاملہ کے فرائض شامل ہیں۔ اس طرح یہ تمام ادارے اسی طرح مصروف کار ہیں جس طرح انسانی جسم کے اعضاء کام کرتے ہیں۔ اگر کسی مملکت کی مشینری کے کسی ایک حصے کو نقصان پہنچ جائے تو پوری مملکت بیمار ہو جاتی ہے جیسا کہ انسانی جسم بیمار ہو جاتا ہے پھر مر بھی جاتا ہے۔ اس طرح مشینری بھی تباہ ہو جاتی ہے۔

کٹھ پتلی صدر

جب ہم نے مملکتوں کے نظام میں لبرل ازم کا زہر بھرا تو ان کا تمام سیاسی رنگ تبدیل ہو گیا۔ اب مملکتیں ایک مہلک بیماری کا شکار ہو چکی ہیں۔ ان کے خون میں زہر سرایت کر چکا ہے' اب ہمیں صرف ان کی حالت نزع اور موت کا انتظار ہے۔ لبرل ازم کے نتیجے میں آئینی حکومتیں وجود میں آ چکی ہیں جنہوں نے غیر یہود کے واحد تحفظ مطلق العنانیت کی جگہ لے لی ہے۔ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ کسی بھی دستور کی حیثیت' اختلافات' غلط فہمیوں' جھگڑوں' نااتفاقیوں' بے فائدہ جماعتی شورشوں اور جماعتی اوہام کی درس گاہ کے علاوہ کچھ نہیں ہوتی۔ یہ دستور ان تمام چیزوں کا ملغوبہ ہوتا ہے جو ریاستی سرگرمیوں کی تمام خصوصیات کو مٹا کر رکھ دیتا ہے۔ باتوں کے دھنی اس پلیٹ فارم نے حکمرانوں کو مجبور اور بے بس بنانے میں پریس سے کوئی کم کردار ادا نہیں کیا۔ لہٰذا بہت سے ممالک کے حکمران جب بیکار اور فاضل ہو گئے تو انہیں اقتدار سے الگ کر دیا گیا۔

اس کے بعد جمہوریتوں کا دور شروع ہو گیا اور پھر ہم نے حقیقی حکمرانوں کی جگہ عوام ہی میں سے ایسے افراد کو گدی پر بطور صدر بٹھا دیا جو ہماری غلامی کا دم بھرتے تھے۔ یہ کٹھ پتلی مخلوق ان مملکتوں کے لئے باعث تضحیک تھی۔ یہ دراصل ایک بارودی سرنگ کی بنیاد تھی جو ہم نے غیر یہودی اقوام کے نیچے بچھا دی۔

مستقبل قریب میں ہم صدر کے اختیارات کا بھی تعین کر دیں گے' اس وقت

تک ہم اس قابل ہو جائیں گے کہ جن امور کے لئے ہمارا یہ آلہ کار نام نہاد حکمران ذمہ دار ہو گا' ہم قانون کی ظاہری صورتوں کی پروا کئے بغیر انہیں خود پایہ تکمیل کو پہنچا دیں گے۔ ہمیں اس کی ہرگز کوئی پروا نہ ہو گی کہ اقتدار کے بھوکوں کی صف میں کوئی رخنہ پڑ جائے' یا صدارتی امیدواروں کا حصول ناممکن ہو جائے۔ اور اس عمل میں رکاوٹ پڑنے سے بحران پیدا ہو جائے اور بالاخر وہ ملک ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ اس منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ہم ایسے امیدواروں کو صدارتی انتخاب لڑوائیں گے جن کا ماضی سیاہ ہو' جن کے دامن داغ دار ہوں لیکن وہ ناپاک افراد پردۂ اخفا میں رہیں۔ اس صورت میں یہ لوگ ہمارے منصوبوں کی تکمیل کے لئے معتمد ایجنٹ ثابت ہو سکیں گے کیونکہ انہیں ایک طرف اپنے رازوں کے افشا ہونے کا خطرہ دامن گیر رہے گا اور دوسری طرف اقتدار و اختیارات' مختلف مراعات اور فوائد سے محرومی پلے پڑنے کا خوف ہو گا۔ صدارتی عہدے کی شان و شوکت برقرار رکھنے کی خواہش انہیں مغلوب رکھے گی۔

ایوان نمائندگان کی حیثیت تو صدر کے لئے محض ایک آڑ کی سی ہو گی۔ یہ ایوان صدر کو منتخب کرے گا' اسے تحفظ فراہم کرے گا لیکن ہم چیمبر کو نئے قوانین بنانے یا پہلے سے موجود قوانین میں ترمیم کرنے کے حق سے محروم کرکے' حق صدر کو منتقل کر دیں گے جس کی حیثیت ہمارے نزدیک ایک کٹھ پتلی سی ہو گی۔ یہ قدرتی امر ہے کہ صدر کے اختیارات عوامی تنقید کا نشانہ بن جائیں گے لیکن ہم اسے اپنے بچاؤ کے لئے عوام کے سامنے اپیل کرنے کا حق دیں گے۔ وہی ناعاقبت اندیش عوام جو ہمارے غلام ہیں صدر کے حق میں ان کا فیصلہ اپنے نمائندوں سے بالا ہی بالا ہو گا۔ ہم صدر کو چیمبر سے مشورہ کئے بغیر اعلان جنگ کرنے کا بھی حق دے دیں گے اور اس حق کا جواز یہ پیش کریں گے کہ ملک کی تمام فوج کے سربراہ کی حیثیت سے اسے صدر کے دائرۂ اختیار ہی میں رہنا چاہئے تاکہ ضرورت پڑنے پر وہ نئے جمہوری دستور کے ذمہ دار

نمائندے کی حیثیت سے اس کی حفاظت کر سکے۔ لہٰذا یہ سمجھنا آسان ہے کہ ان حالات میں خزانے کی چابی ہمارے ہاتھ میں ہی رہے گی۔ ہمارے علاوہ کوئی اور طاقت، قانون سازی کی قوت کو حرکت میں نہیں لا سکے گی۔

علاوہ ازیں نئے جمہوری دستور کے نفاذ کے ساتھ ہی ایوان سے سیاسی راز داری کی آڑ میں سرکاری اقدامات کی تفصیل طلب کرنے اور سوالات کرنے کا حق واپس لے لیا جائے گا۔ ارکان پارلیمنٹ کی تعداد بھی بہت کم کر دی جائے گی۔ اس سے سیاسی جوش و جذبے میں بھی کمی آ جائے گی۔ اس کے باوجود بھی اگر ان کے جذبات بھڑک اٹھیں تو ہم عوام کی اکثریت کے پاس پرزور اپیل لے کر جائیں گے اور انہیں کالعدم قرار دلوا دیں گے۔ صدر ہی چیمبر اور سینٹ کے پریذیڈنٹ اور وائس پریذیڈنٹ کو نامزد کرے گا۔ پارلیمنٹ کے اجلاس متواتر منعقد کرنے کی بجائے صرف چند ماہ کی کارروائیوں تک محدود کر دیئے جائیں گے۔

پروٹوکول: 11

کلیت پسند ریاست

اہم نقاط : نئے آئین کا پروگرام' مجوزہ انقلاب کی بعض خصوصیات' غیر یہودی بھیڑوں کا ایک گلہ' فری میسنری' دکھاوے کی اجتماع گاہیں۔

جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ سٹیٹ کونسل' اقتدار کا موثر ترین ذریعہ اظہار تسلیم کی جاتی رہی ہے۔ ہمارے نظام سیاست میں یہ قانون ساز "کور" (مقننہ) کے لئے محض دکھاوے کا کام دیتی رہے گی۔ نئے آئین کے تحت قانون' حقوق اور انصاف کے اصول و ضوابط کے لئے ہم درج ذیل طریقہ اختیار کریں گے۔

(i) قانون اور دیگر متعلقہ امور کے لئے تجاویز قانون ساز کور (Legislative Corps) کے روبرو پیش کی جائیں گی جنہیں یہ "کور" پہلے ہی نافذ کرنے کا فیصلہ کر چکی ہو گی۔ ان تجاویز کی حیثیت محض ایک بہروپ یا دکھاوا ہو گی۔

(ii) عام قواعد کے نام پر صدر کے احکامات اور سینٹ کے احکامات کو قانون کا درجہ حاصل ہو گا۔ اسی طرح وفاق کونسل کی قراردادوں کو وزارتی احکامات کے روپ میں جاری کیا جائے گا۔ ان کی حیثیت بھی قانون ہی کی ہو گی۔

(iii) مناسب موقع آنے پر ریاست میں انقلاب برپا کر دیا جائے گا اور نئے قوانین پاس کرا لئے جائیں گے۔

عام طریق کار متعین کرنے کے بعد ہم ان اجتماعی سرگرمیوں کی تفصیلات طے کرنے میں مصروف ہو جائیں گے جن کے ذریعہ ہمیں ریاستی مشینری میں انقلاب لانا ہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ ان سرگرمیوں کے نتیجے میں پریس کی آزادی' انجمن سازی

کا حق' ضمیر کی آزادی' ووٹ کے استعمال کا حق اور اس نوعیت کی بہت سی دیگر آزادیاں اور دیگر حقوق کا تصور انسانی ذہن سے حرف غلط کی طرح مٹ جانا چاہئے۔ یا ان تصورات میں بنیادی تبدیلی آ جانی چاہئے۔ کیونکہ یہی لمحہ ہو گا جس میں ہم فی الفور اپنے احکامات کا اعلان کرنے کے قابل ہوں گے۔ بعد میں کوئی بھی تبدیلی لانا خطرناک ہو جائے گا۔ اگر یہ تبدیلی جبرو تشدد کے ذریعہ لائی گئی تو لوگوں میں مایوسی' بددلی اور خوف و ہراس پھیلانے کا سبب بن جائے گی۔ اس کے برعکس اگر نئی تبدیلی کا مقصد لوگوں کو مزید سہولتیں دینا ہو گا تو کہا جائے گا کہ ہم نے اپنی غلطی کو تسلیم کر لیا ہے اور یہ چیز ہمارے اقتدار کے استحکام اور منزہ عن الخطا ہونے کی حیثیت کو تباہ کر کے رکھ دے گی۔ اس سے یہ تاثر بھی پیدا ہو سکتا ہے کہ ہم نے آنے والے خطرے کو محسوس کر لیا ہے اور اب گھٹنے ٹیک رہے ہیں۔ اس اقدام پر لوگ ہمارے شکر گزار ہونے کی بجائے اسے ہماری مجبوری اور بے بسی پر محمول کریں گے۔ لہٰذا یہ دونوں قسم کا طرز عمل نئے وقار و تکریم کے لئے باعث ضرر ہو گا۔

ہمارا مقصد تو یہ ہے کہ نئے آئین کے نافذ ہوتے ہی (جبکہ اقوام عالم اس انقلاب پر حیران و ششدر اور حواس باختہ ہوں) وہ خوف و وحشت اور بے یقینی کے عالم ہی میں یہ حقیقت ہمیشہ کے لئے تسلیم کر لیں کہ ہم ایک نہ مٹنے والی طاقت ہیں' ہماری قوت اتنی ناقابل تسخیر ہے کہ ہمیں ان کی قطعاً" کوئی پروا نہیں ہے۔ ہمیں ان کی خواہشات کا احترام تو درکنار ان کی مزاحمت' ان کے اظہار مخالفت کو ہر وقت اور ہر جگہ کچل کر رکھ سکتے ہیں۔ انہیں یہ بھی ذہن نشین کرنا ہو گا کہ ہم نے فوری طور پر ہر اس چیز پر قبضہ کر لیا ہے جس کے ہم خواہاں تھے اور یہ بھی کہ ہم انہیں اپنے اقتدار میں شریک کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ بالآخر وہ خوف زدہ اور لرزہ براندام ہو کر ہر چیز سے آنکھیں بند کر لیں گے اور اس ناٹک کے اختتام کا انتظار شروع کر دیں گے۔

غیر یہودی اقوام بھیڑ بکریوں کا ایک گلہ ہیں اور ہم ان کا شکار کرنے والے بھیڑیئے ہیں۔ آپ کو خوب معلوم ہے کہ جب بھیڑیئے گلے میں گھستے ہیں تو کیا حشر برپا ہوتا ہے؟ ان کے آنکھیں بند کر لینے کی ایک وجہ یہ بھی ہو گی کہ ہم ان سے مسلسل یہ

وعدہ کرتے رہیں گے کہ امن دشمن عناصر کو ختم کرنے اور مختلف سیاسی جماعتوں سے تعاون کی یقین دہانی حاصل کرنے کے بعد ہم ان کی تمام آزادیاں فوراً" لوٹا دیں گے۔ البتہ یہ الگ بات ہے کہ آزادیاں واپس ملنے میں انہیں کتنا انتظار کرنا ہو گا۔

فری میسنری اور نمائشی اجتماع گاہیں

آخر ہم نے یہ پالیسی کسی مقصد کے لئے ہی وضع کی ہے اور غیر یہود کو اس کا مفہوم سمجھنے کا موقع دیئے بغیر ہی ان کے ذہنوں پر قبضہ کیوں کر لیا ہے؟ اس کا واحد مقصد یہ ہے کہ ہم بالواسطہ طور پر وہ کچھ حاصل کر لینا چاہتے ہیں جسے ہم منتشر قبیلہ براہ راست حاصل نہیں کر سکتا۔ یہی چیز فری میسن کی خفیہ تحریک کی بنیاد ہے۔ جس کا حقیقی علم کسی کو نہیں ہے۔ ہمارے ان عزائم و مقاصد پر ان غیر یہود مویشیوں کو شک تک نہیں گزر سکتا۔ ان کو ہم فری میسن کی اجتماع گاہوں میں ٹیپ ٹاپ سے مسحور کر کے اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں تاکہ یہ اپنے ہموطنوں کی آنکھوں میں دھول جھونک سکیں۔ خدا نے ہمیں' یعنی اپنی محبوب قوم کو انتشار اور جلاوطنی کا تحفہ دے رکھا ہے۔ یہ چیز بظاہر ہماری کمزوری دکھائی دیتی ہے لیکن درحقیقت ہماری تمام قوت کا راز اسی میں ہے۔ یہی چیز ہمیں دنیا بھر کی شہنشاہیت کی دہلیز پر لے آئی ہے۔ ہم نے جو بنیادیں رکھ دی ہیں ان پر تعمیر کا کام اب کچھ زیادہ نہیں رہ گیا ہے۔

پروٹوکول: 12

پریس پر کنٹرول

اہم نقاط : فری میسن کے نزدیک لفظ "آزادی" کا مفہوم' فری میسن سلطنت میں پریس کا مستقبل' خبر رساں ایجنسیاں' ترقی کا مطلب و مفہوم' صوبوں میں عوامی مطالبات ابھارنا' منزہ عن الخطا ہونا' بے داغ نئی حکومت کا قیام۔

"آزادی" کی تعبیر

لفظ "آزادی" کی بہت سی تعبیریں ہو سکتی ہیں لیکن ہمارے نزدیک اس کی تعبیر یا تعریف یہ ہے:

"آزادی ایسے کام کرنے کے حق کا نام ہے جن کی قانون میں اجازت ہو۔ اس لفظ کی یہ تعریف مناسب وقت پر ہمارے کام آئے گی' کیونکہ ہر قسم کی آزادی ہمارے ہاتھ میں ہو گی' لہذا قوانین صرف ایسی چیزوں کو ختم کریں گے یا ایسی نئی چیزوں کو متعارف کرائیں گے جو مجوزہ پروگرام سے مطابقت رکھتے ہوں گے۔"

پریس کا کردار

آج کا پریس کیا کردار ادا کرتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ان جذبات کو ابھارتا ہے جو ہمارے مقصد کی تکمیل کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔ یا پھر یہ سیاسی پارٹیوں کے خود غرضانہ مقاصد کو پورا کرنے میں مصروف رہتا ہے۔ یہ اکثر و بیشتر بے مغز' بے انصاف اور جھوٹا ہوتا ہے۔ عوام کی بھاری اکثریت کو اس امر کا کوئی پتہ نہیں ہوتا کہ

پریس کن مقاصد کی تکمیل کر رہا ہے؟ لیکن ہم اس کے منہ میں کس کر لگام دیں گے اور مکمل طور پر قابو میں رکھیں گے۔ بلکہ ہر قسم کے مطبوعہ مواد کے بارے میں ہمارا طرز عمل یہی ہو گا۔ کیونکہ اگر ہم کتابوں اور پمفلٹوں کے حملوں کا نشانہ بنے رہے تو ہمیشہ خطرے میں رہیں گے۔ پبلسٹی کی تخلیقات پر سنسر کی وجہ سے بڑا خرچہ آتا ہے' اس کو ہم ریاست کے لئے ایک منفعت بخش آمدنی میں تبدیل کر دیں گے۔ ہم طباعتی اداروں کے قیام اور اخبارات کے اجراء کے لئے زر ضمانت داخل کرانا لازمی قرار دے دیں گے۔ پریس کو اس امر کی بھی ضمانت دینا ہو گی کہ وہ حکومت پر تنقید کرنے سے باز رہے گا۔ اس ضمانت کی خلاف ورزی پر جذبہ ترحم کے بغیر بھاری جرمانہ کیا جائے گا۔ اس طرح سٹامپ ٹیکس' زر ضمانت' جرمانوں اور اس قسم کے دیگر اقدامات سے حکومت کو بھاری آمدنی ہو گی۔ یہ بات صاف ظاہر ہے کہ پارٹیوں کے ترجمان' پبلسٹی پر شاید زیادہ خرچ نہیں کر سکیں گے لہذا دوسری بار تنقید کرنے پر ہم انہیں فوری طور پر بند کر دیں گے۔ اس لئے کوئی شخص ہم پر انگلی اٹھانے کا تصور بھی نہیں کر سکے گا۔ کسی چیز کی اشاعت کو روکنے کے لئے یہ عذر کافی ہو گا کہ یہ بے موقع ہے اور اس سے عوام کے ذہنوں میں انتشار پیدا ہوتا ہے۔

براہ کرم اس چیز کو ذہن میں رکھیں کہ ہم پر تنقید کرنے والوں میں وہ اخبارات و رسائل بھی ہوں گے جنہیں ہم نے خود قائم کیا ہو گا لیکن وہ صرف ایسے امور پر نکتہ چینی کریں گے جنہیں بدلنے کا ہم نے پہلے سے فیصلہ کر لیا ہو گا۔ ہم اس امر کا انتظام کریں گے کہ ہماری مرضی کے بغیر کوئی اعلان عوام تک نہ پہنچنے پائے۔ یہ مقصد ہم اب بھی بڑی حد تک حاصل کر رہے ہیں۔ کیونکہ تمام خبریں چند ایجنسیوں کو وصول ہوتی ہیں' جو دنیا بھر سے آتی ہیں۔ لہذا ہم ان تمام ایجنسیوں پر قبضہ کر لیں گے اور صرف ایسی خبریں شائع کرائیں گے جو ہماری مرضی کے مطابق ہوں۔

اگر اس وقت ہم نے غیر یہود کے ذہنوں پر اتنا قبضہ جما لیا ہے کہ وہ واقعات عالم کو انہی رنگین عینکوں سے دیکھتے ہیں جو ہم انہیں پہناتے ہیں۔ اگر آج دنیا میں ایسی

کوئی ریاست نہیں جس کی وہ تمام باتیں ہمیں معلوم نہ ہوں جنہیں یہ احمق "سرکاری راز" کہتے ہیں تو ہماری اس وقت کیا پوزیشن ہو گی جب اقوام عالم کے مسلمہ حکمران ہوں گے۔

آیئے ہم ایک بار پھر پریس کے مستقبل پر نظر ڈالیں۔ جو شخص بھی پبلشر، لائبریرین یا پرنٹر بننا چاہے گا اسے ہم ایک ڈپلوما حاصل کرنے کا پابند بنا دیں گے۔ جو کسی نقص یا خلاف ورزی کی صورت میں فوری طوز پر ضبط کر لیا جائے گا۔ اس اقدام کی بدولت فکر و تدبر کے آلات ہماری حکومت کے ہاتھوں میں ذریعہ تعلیم کی صورت اختیار کر لیں گے جس سے "ترقی" کی برکتوں کے نام پر لوگوں کو گمراہ کرنے کا کوئی امکان باقی نہیں رہے گا۔

آج کون نہیں جانتا کہ ان پرفریب برکتوں (Phantom Blessings) اور احمقانہ تصورات نے ہر قسم کی مادر پدر آزادی کے تصور کو تو متعارف کرا دیا ہے لیکن اس کی حدود کو متعین نہیں کیا۔ یہ نام نہاد لبرل ازم اگر عملی لحاظ سے نہیں تو فکری طور پر لازماً" انارکسٹ (انتشار پسند) ہوتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک آزادی کے خیالی منصوبوں کے پیچھے پھرتا ہے اور نتیجتاً" مکمل بے راہ روی کا شکار ہو کر رہ جاتا ہے۔ اس طرح احتجاج برائے احتجاج کے انتشار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

اب ماہناموں اور ہفتہ وار رسائل و جرائد کی طرف آیئے۔ ہم ان پر بھی دیگر مطبوعہ مواد کی مانند ایک خاص شرح سے سٹامپ ٹیکس عائد کر دیں گے اور انہیں زر ضمانت بھی جمع کرانا ہو گا کاغذ کی 30 شیٹوں سے کم حجم کی کتابوں پر دوگنا ٹیکس لگایا جائے گا' ایسی کتابوں کو پمفلٹوں کا درجہ دے دیا جائے گا تاکہ ایک طرف ان رسالوں کی تعداد کم ہو جائے جو مطبوعہ زہر کی بدترین قسم ہیں اور دوسری جانب اس اقدام سے مصنف حضرات اتنی ضخیم تصانیف لکھنے پر مجبور ہو جائیں کہ عوام کی بہت کم تعداد ان کے مطالعہ میں دلچسپی لے' بالخصوص گراں قیمتیں ان کی اس خواہش میں رکاوٹ بن جائیں۔ اس کے برعکس ہم لوگوں کے ذہنوں کو اپنے مفاد اور عزائم کے مطابق متاثر

کرنے کے لئے ارزاں قسم کا دلچسپ لٹریچر شائع کریں گے جو بڑے شوق اور رغبت سے پڑھیں گے۔

بھاری ٹیکسوں کے باعث خشک اور بے لطف ادبی تمنائیں حدود کے اندر ہی رہیں گی اور جرمانوں کی صورت میں سزا کا خوف ادیبوں اور مصنفوں کو ہمارے محتاج اور دست نگر بنا دے گا لیکن اس کے باوجود بھی اگر کسی کو ہمارے خلاف قلم آزمائی کا شوق چرائے گا تو اس کی تحریروں کو چھاپنے کا خطرہ کوئی بھی مول نہیں لے گا۔ کیونکہ کسی بھی مواد کو طباعت کے لئے قبول کرنے سے پیشتر پبلشر یا پرنٹر کو متعلقہ حکام سے اجازت لینا پڑے گی۔ لہذا ہمیں اپنے خلاف تیار ہونے والی تمام چالوں کا پہلے سے علم ہو جائے گا اور متعلقہ موضوع پر پیشگی توضیحات جاری کر کے ہم انہیں باطل ٹھہرا دیں گے۔

ادب اور صحافت' دونوں ہی اہم ترین تعلیمی قوتیں ہیں اس لئے ہماری حکومت بیشتر جرائد کو خود اپنی ملکیت میں رکھے گی۔ اس سے غیر سرکاری پریس کے منفی اثرات زائل ہوتے رہیں گے عوامی ذہنوں پر ہمارا اثر و رسوخ اور اعتبار زیادہ ہو جائے گا۔ اگر ہم دس رسالوں کے پرنٹ جاری کریں گے تو خود تیس رسالوں کے اجراء کا اہتمام کریں گے اور مستقبل میں بھی یہی تناسب قائم رہے گا۔ ہمارے رسائل و جرائد بظاہر متضاد رجحانات اور خیالات کے حامل ہوں گے' اس سے عوام پر ہمارا اعتماد بہتر ہو جائے گا۔ نیز ہمارے غیر شکی طبیعت کے مخالفین ہمارے پھندے میں آ پھنسیں گے اور بالکل بے ضرر ہو کر رہ جائیں گے۔

سرکاری اخبارات و جرائد اہمیت کے لحاظ سے سرفہرست ہوں گے۔ وہ ہمیشہ ہمارے مفاد کی نگرانی کریں گے۔ اس لئے مقابلتاً" ان کا اثر و نفوذ معمولی نوعیت کا ہو گا۔ دوسرے درجے پر نیم سرکاری ترجمان ہوں گے جن کا کام غیر جانبدار اور سرد مہر لوگوں کو بیدار کرنا ہو گا۔ تیسرے درجے پر ایسے جرائد ہوں گے جو خود ہم نے اپنی مخالفت میں جاری کئے ہوں گے۔ ان میں سے کم از کم ایک تو ایسے نقطہ نظر کو پیش

کرے گا جو ہر لحاظ سے ہمارے خلاف ہو گا۔ اس سے ہمیں یہ فائدہ پہنچے گا کہ ہمارے حریف ہماری اس خود پیدا کردہ مخالفت کو اپنی تحریک سمجھتے ہوئے دل و جان سے قبول کر لیں گے اور ہمیں اپنے منصوبوں سے آگاہ کر دیں گے۔

ہمارے تمام اخبارات تمام ممکن پہلوؤں کا احاطہ کر لیں گے۔ یہ ارسٹو کریٹس (طبقہ شرفاء) ری پبلکن (پرستاران جمہوریت)، انقلابی عناصر اور انارکسٹوں (انتشار پسندوں) سب کے نقطہ ہائے نظر کی اس وقت تک ترجمانی کرتے رہیں گے جب تک کہ آئین کا وجود برقرار رہے گا۔ ہندو دیوتا وشنو کی مانند ان کے بھی سو ہاتھ ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک رائے عامہ کی ایک ایک دکھتی رگ پر انگلی رکھے گا۔ جب بھی لوگوں میں کسی قسم کا ہیجان پیدا ہوا تو یہ ہاتھ رائے عامہ کی رہنمائی ہمارے مقاصد کی تکمیل کی سمت میں کر دیں گے۔ چونکہ ہر مریض گھبراہٹ اور ہیجان کے عالم میں قوت فیصلہ کھو بیٹھتا ہے اور آسانی کے ساتھ دوسروں کے جھانسے میں آ جاتا ہے اس لئے وہ احمق یہ سمجھیں گے کہ وہ اپنے کیمپ کے کسی اخبار کا نقطہ نظر دوہرا رہے ہیں لیکن دراصل وہ ہمارے موقف یا ہماری پسند کے نقطہ نظر کی تائید کر رہے ہوں گے اور اسی پرچم کے پیچھے چل رہے ہوں گے جو ہم نے ان کے لئے لہرا دیا ہو گا۔

اخباری ملیشیا

اپنے اس اخباری ملیشیا (Militia) کی رہنمائی کے لئے ہمیں بڑی ہوشیاری اور احتیاط سے کام لینا ہو گا۔ مرکزی پریس ڈیپارٹمنٹ کے زیر اہتمام ہم ادبی اجتماعات شروع کرا دیں گے جن میں ہمارے خفیہ ایجنٹ ضروری احکام اور فرمان وقت جاری کیا کریں گے۔ خود ہرگز سامنے نہیں آئیں گے۔ ہمارے نیم سرکاری اخبارات جنہیں در پردہ سرکاری اخبارات کی تائید حاصل ہو گی اصل موضوع سے بالکل ہٹ کر محض سطحی بحث مباحثے کرایا کریں گے جس سے ایک مصنوعی جنگ برپا کرنا مقصود ہو گی۔ اس کی اصل غایت یہ ہو گی کہ ہمیں کھل کر وہ بات کہنے کا موقع مہیا کیا جائے جو سرکاری

اعلان جاری کرتے وقت ہم نہیں کر سکتے تھے۔ یہ طریقہ صرف اس موقع پر اختیار کیا جائے جب اس میں ہمارا فائدہ مضمر ہو گا۔

ہم پر تنقیدی حملے ایک اور مقصد بھی پورا کریں گے' وہ یہ کہ ہماری رعایا کو آزادی اظہار کے وجود کا یقین ہو جائے گا اور ہمارے ایجنٹوں کو یہ دعویٰ کرنے کا موقع مل جائے گا کہ ہمارے مخالف اخبارات محض یاوہ گوئی کر رہے ہیں کیونکہ وہ ہمارے احکام پر کوئی ٹھوس اعتراض کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔

تنظیمی طریقے

اب ہم اپنے تنظیمی حربوں کا ذکر کرتے ہیں۔ یہ حربے عوام اگرچہ محسوس بھی نہیں کر سکتے لیکن اثر و نفوذ کے لحاظ سے یقینی طور پر فائدہ مند ہوتے ہیں۔ یہ حربے ہماری حکومت پر عوام کی توجہ مرکوز کرنے اور اعتماد بحال کرنے کا موثر ذریعہ ہیں۔ انہی کی بدولت ہم وقتاً" فوقتاً" عوامی ذہن کو سیاسی مسائل پر مشتعل بھی کر سکیں گے اور مطمئن بھی کر لیں گے۔ ہم لوگوں کو قائل کرنے اور کسی بات پر ابھارنے کے لئے کبھی سچی باتیں شائع کریں گے اور کبھی جھوٹی باتیں چھپوا دیں گے۔ حقائق بھی بیان کریں گے اور ان کی تردیدیں بھی شائع کرا دیں گے۔ لیکن بے سوچے سمجھے کوئی حرکت نہیں کریں گے۔ ہر قدم اٹھانے سے پہلے کئی بار غور و فکر کریں گے اور اس کے رد عمل کا پیشگی اندازہ کر لیں گے۔

صحافیوں کی دکھتی رگیں

ہمارے اس قسم کے آزمائشی فائر تیسرے درجے کے اخبارات کے ذریعہ کئے جائیں گے جبکہ ہمارے نیم سرکاری ترجمان موثر انداز سے تردید کر دیں گے۔

آجکل کے زمانے میں بھی فرانس کے پریس کو مثال کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ اس میں ہر قسم کے اخبارات و جرائد پائے جاتے ہیں جو ظاہری طور پر خواہ ایک دوسرے کے کتنے ہی مخالف کیوں نہ ہوں فری میسن تحریک کے پروگراموں اور مقاصد

کے سلسلے میں مکمل یکجہتی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اس کے تمام جریدے پیشہ ورانہ راز داری کے لئے خود کو مجبور پاتے ہیں۔ زمانہ قدیم کے پیش گوئی کرنے والوں کی مانند ان میں سے ہر ایک اپنے "ذرائع اطلاع" (Source of the News) کے بارے میں مہربہ لب رہتا ہے۔ بجز اس کے کہ ان "ذرائع" کے افشا کا متفقہ طور پر فیصلہ کر لیا جائے۔ لہٰذا ہمارے صحافیوں کو بھی راز افشا کرنے کی جرات نہیں ہو گی۔ کیونکہ کسی شخص کو اس پیشے سے منسلک ہونے کی اس وقت تک اجازت نہیں دی جائے گی جب تک اس کی سابق زندگی کے اوراق کسی شرمناک واقعہ' کسی رسوا کن کمزوری یا باعث ذلت حادثے سے داغدار نہ ہوں۔ کسی راز کو افشا کرنے کی کوشش پر اس کے ذاتی سکینڈلوں کو آشکار کر دیا جائے گا۔ ہم ایسی دکھتی رگوں کو اپنی مرضی اور حکمت کے تحت خاص خاص اوقات میں چھیڑیں گے۔

پروٹوکول: 13

اہم راہیں

اہم نقاط: پیٹ کے ایندھن کی ضروریات' نظام سیاست کا مسئلہ' صنعتی امور' تفریحات' عوامی طاقت ایک حقیقت ہے۔

غیر یہودیوں کی ضروریات زندگی انہیں خاموش رہنے اور ہمارے خادم بنے رہنے پر مجبور کر دیتی ہیں۔ ہم ان میں سے کچھ کو اپنے ایجنٹ بنائیں گے اور پریس میں بھرتی کر لیں گے۔ یہ لوگ ہمارے احکامات کے تحت ہر اس چیز پر بحث کریں گے جسے ہم سرکاری دستاویزات میں براہ راست آسانی سے زیر بحث نہیں لا سکتے۔ اس شور و غوغا کے دوران ہم اپنی مرضی کے اقدامات کرتے رہیں گے اور پھر انہیں مسلمہ حقائق کی صورت میں عوام کے سامنے پیش کر دیں گے۔ کسی معاملے کا ایک بار تصفیہ ہو جائے تو کوئی شخص طے شدہ بات کو منسوخ کرنے کا مطالبہ کرنے کی جرات نہیں کر سکے گا۔ علاوہ ازیں پریس فوری طور پر لوگوں کے خیالات کا رخ نئے مسائل کی طرف موڑنے میں ہماری مدد کرے گا (کیا ہم نے لوگوں کو اس بات کی تربیت نہیں دے رکھی ہے کہ وہ ہمیشہ نئی نئی چیزوں کی تلاش میں رہیں)۔ ان نئے مسائل کی بحث میں وہ احمق لوگ پڑیں گے جو اس وقت بھی یہ بات سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتے کہ جس مسئلے پر وہ بحث کر رہے ہیں اس بارے میں ان کے پاس کوئی نظریہ نہیں ہے۔ سیاسی مسائل وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جنہوں نے مدتوں سیاسی نظام چلایا ہو یا اس کی تشکیل میں حصہ لیا ہو۔

ان حقائق کی روشنی میں آپ یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ رائے عامہ کو ہموار کر کے ہم اپنی مشینری کے کام کو آسان بنا رہے ہوں گے اور آپ یہ کہہ اٹھیں گے کہ

ہم عمل کرنے کی بجائے صرف لفظوں کے ہیر پھیر سے اپنا مقصد حاصل کر رہے ہوں گے۔ ہم مسلسل اس بات کا اعلان کرتے رہیں گے کہ ہمارے تمام معاملات میں یہ امید اور آرزو ہماری رہنمائی کر رہی ہے کہ ہم عوام کی فلاح و بہبود کے لئے کام کر رہے ہیں۔ جو لوگ ہمارے لئے خواہ مخواہ پریشانیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں گے ہم ان کی توجہ سیاسی مسائل سے ہٹا کر ان امور کی طرف مبذول کرا دیں گے جنہیں ہم نئے "سیاسی مسائل" کے عنوان سے پیش کر رہے ہیں اور مسائل "صنعتی امور" ہیں۔ ان کے بارے میں غیر یہودیوں کو بے ہودہ بحث و تمحیص میں الجھے رہنے دیجئے۔

عوام فطرتاً" غیر فعال یا فارغ رہنا پسند کرتے ہیں خصوصاً سیاسی سرگرمیوں سے کنارہ کش رہنا چاہتے ہیں۔ (اس چیز کی بھی ہم نے خود انہیں تربیت دی ہے تاکہ غیر یہودی حکومتوں کا مقابلہ کرنے میں ہمارے لئے ایک ذریعے کا کام دے سکیں)۔ اس مقصد کے لئے انہیں ایسی ملازمتیں فراہم کر دینا ہی کافی ہو گا جو بظاہر ان کے پسندیدہ سیاسی مقاصد سے مطابقت رکھتی ہوں گی۔ اس خطرے کے پیش نظر کہ مبادا عوام یہ اندازہ کر لیں کہ انہیں کس طرح آلہ کار بنا لیا گیا ہے ہم ان کی توجہ کھیل کود' تفریحات' ہوس پرستی' تماشہ گاہوں اور شاندار ہوٹلوں کی طرف موڑ دیں گے۔ ہم پریس کے ذریعہ آرٹ' نمائشوں اور مختلف قسم کے سپورٹس مقابلوں کی تجاویز پیش کریں گے۔ اس نوعیت کی دلچسپیاں ان کی توجہ کو ہمیشہ کے لئے اصل مسائل سے دور رکھیں گی۔ جب لوگ سوچ بچار کرنے اور اپنے نظریات قائم کرنے کی عادت سے عاری ہو جائیں گے تو وہ ہماری ہی زبان میں بات کرنا شروع کر دیں گے کیونکہ ہم ہی انہیں فکر کی نئی راہیں سمجھائیں گے اور یہ کام ایسے لوگوں سے لیا جائے گا جن کے متعلق ہمارے ساتھ اشتراک عمل کا شبہ تک نہ کیا جا سکے۔

ہماری حکومت کے تسلیم کئے جانے پر لبرل ازم کے پیروکاروں اور خوابوں کی دنیا میں رہنے والوں کا کام بھی ختم ہو جائے گا۔ وہ وقت آنے تک یہ لوگ بدستور ہمارے لئے مفید خدمات انجام دیتے رہیں گے۔ اس دوران ہم ان کے اذہان کو نئے مشاغل اور عجیب و غریب نظریات (Fantastic Theories) کی آماجگاہ بنا دیں گے۔

ان نظریات کو غیر یہود بڑے ہی ترقی پسندانہ خیالات سمجھیں گے اور ان کا اظہار کرنے میں فخر محسوس کیا کریں گے۔

کیا ہم پہلے ہی غیر یہود کے لئے بے مغز لوگوں کے سروں میں ترقی کا جنون بھرنے میں کامیاب نہیں ہو گئے ہیں؟ ہمارا یہ عمل اس وقت تک جاری رہے گا جب تک ان لوگوں میں ایک بھی فرد یہ سوچنے کے قابل ہو کہ مادی ایجادات کے علاوہ باقی تمام معاملات میں لفظ "ترقی" حق و صداقت کے مترادف ہے۔ کیونکہ سچائی ایک ایسی حقیقت ہے جس میں اس لفظ (ترقی) کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ یہ لفظ ایک گمراہ کن تصور کی طرح سچائی پر پردہ ڈال دیتا ہے تاکہ ہمارے سوا اسے کوئی نہ جان سکے۔ کیونکہ ہم خدا کے منتخب کردہ اور اس کی محبوب قوم ہیں اور حق و صداقت کے محافظ ہیں۔

جب ہم اپنی سلطنت پر مکمل اقتدار حاصل کرلیں گے تو ہمارے مقررین ان تمام عظیم مسائل کی تفصیلات بیان کریں گے جو عالم انسانیت کو درہم برہم کر کے بالآخر اسے ہماری مخیر اور پرامن حکومت کے تحت لانے کا سبب بنے۔ کیا کوئی شخص کبھی یہ گمان کر سکتا ہے کہ اس سارے ڈرامے میں دنیا کی تمام اقوام کو ہم اپنے سیاسی منصوبے کے مطابق استعمال کرتے رہے اور کئی صدیاں گزر جانے پر بھی لوگ اس کا اندازہ نہ کر سکے؟

پروٹوکول: 14

مذاہب کے خلاف جنگ

اہم نقاط : مستقبل کا مذہب' مستقبل کے زرعی مزدور' مذہبی معلومات کی راہ میں دشواریاں' فحش لٹریچر اور شائع شدہ مواد۔

جب ہم اپنی سلطنت میں داخل ہوں گے تو ہم اپنے "توحیدی" مذہب کے علاوہ کسی مذہب کو برداشت نہیں کریں گے۔ خدا کی محبوب قوم کی حیثیت سے ہمارا مقدر خدائے واحد کے ساتھ وابستہ ہو چکا ہے اور اسی کے واسطہ سے ہماری تقدیر دنیا کی دوسری اقوام کی تقدیر سے وابستہ ہوئی ہے۔ ہمیں ایمان اور اعتقاد کی دوسری تمام صورتوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دینا ہو گا۔ ممکن ہے کہ ہمارے اس طرز عمل کی وجہ سے کچھ لوگ الحاد اور بے دینی کی راہ اختیار کر لیں جیسا کہ آج کے دور میں بھی ہے' لیکن یہ ایک عارضی مرحلہ ہو گا۔ یہ لوگ ہمارے نظریات میں مداخلت نہیں کر سکیں گے بلکہ ان نسلوں کے لئے ایک وارننگ کا کام دیں گے جو دین موسوی سے متعلق ہمارے اس وعظ و خطبات کو سنیں گے کہ اس اٹل اور جامع نظام زندگی کی بدولت دنیا بھر کی تمام اقوام کس طرح ہماری محکوم بن چکی ہیں۔ ہم اپنے مذہب کی داخلی صداقت پر زور دیتے ہوئے یہ واضح کر دیں گے جس پر ہمارے دعوے کے مطابق اس دین کی تمام تعلیمی قوت کا انحصار ہے۔

ہم ہر مناسب موقع پر ایسے مضامین شائع کریں گے جن میں ہمارے اپنے " بابرکت" دور حکومت کا ماضی کی حکومتوں سے موازنہ کیا جائے گا تاکہ دنیا والے ہمارے دور حکومت میں امن و عافیت کی برکات کا اندازہ لگائیں۔ اگرچہ یہ "امن" صدیوں کے تشدد اور ہنگامہ آرائیوں کے بعد قائم ہوا تھا' ہم اس کے فوائد اور کیفیات کو بڑھا چڑھا

کر بیان کریں گے۔ علاوہ ازیں غیر یہودی حکومتوں کی غلط کاریوں کی بھی واضح نشاندہی کی جائے گی تاکہ لوگوں کے دلوں میں ان کے خلاف نفرت و حقارت کے جذبات پیدا ہو جائیں اور وہ ہمارے دور کی غلامی کو اپنے دور آزادی پر قابل ترجیح سمجھیں۔ ان غیر یہودی حکومتوں کے دور میں آزادی پر لفظی طور پر فخر تو کیا جا سکتا ہو گا لیکن اس میں انسانیت کو شدید اذیت سے دوچار کیا گیا تھا۔ انسانی زندگی کے سرچشموں کو خشک کر کے رکھ دیا گیا تھا۔ جس میں بدمعاش قسم کے طالع آزماؤں اور مہم جوؤں نے ان وسائل کا بری طرح استحصال کیا جو انسانی وجود کو برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔ یہ سب کچھ اس مدہوشی کی حالت میں کیا جا رہا تھا کہ ظالم لوگ خود بھی اس امر سے آگاہ نہیں تھے کہ وہ کیا کر رہے ہیں؟

ہمارے فلاسفر غیر یہودیوں کے مختلف اعتقادات کی تمام خامیوں کو زیر بحث لائیں گے لیکن کوئی شخص ہمارے یقین و اعتقاد کو اس کے صحیح نقطہ نظر اور صحیح پس منظر میں موضوع بحث نہیں بنا سکے گا کیونکہ ہمارے فلاسفروں کے سوا کوئی اور اس سے واقف نہیں ہو گا اور وہ اس کے بھیدوں کو افشاء کرنے کی جرات نہیں کر سکیں گے۔

فحش ادب کا فروغ

ترقی پسند اور روشن خیال کہلانے والے ممالک میں ہم نے لغو، فحش اور قابل نفرت قسم کے ادب کو پہلے ہی سے خوب فروغ دے رکھا ہے۔ عنان اقتدار سنبھالنے کے کچھ عرصہ بعد تک ہم عوام کو تقریروں اور تفریحی پروگراموں کے ذریعہ مخرب اخلاق ادب کی حوصلہ افزائی کرتے رہیں گے۔ ہمارے دانشور جنہیں غیر یہود کی قیادت سنبھالنے کی تربیت دی جائے گی، ایسی تقاریر اور مضامین تیار کیا کریں گے جن سے ذہن فوراً" اثر قبول کریں گے تاکہ نئی نسلیں ہماری متعین کردہ راہوں پر گامزن ہو سکیں۔

قریب سے ان کا مطالعہ کریں گے تاکہ عوام ہم سے خوش رہیں اور ایسے افسروں کو تعینات کریں گے جو عوام کو پریشان نہ کریں۔ اچھے افسروں کے تقرر کا مطالبہ کرنا عوام کا حق ہے اور ان کا حق ہمارے لئے ایک فرض ہو گا۔ ہماری حکومت ایسا طرز عمل اختیار کرے گی کہ وہ حکمران کے روپ میں لوگوں کے مقدس و مہربان باپ کی حیثیت سے مقبول ہو سکے۔ ہماری قوم اور ہماری رعایا ہمیں ایسا باپ پائے گی جو بچوں کی ہر ضرورت کا خیال رکھتا ہے اور ان کے ہر عمل پر نظر رکھتا ہے۔ اور جو رعایا کے باہمی تعلقات اور رعایا اور حکمران کے باہمی تعلقات کو بھی نظر انداز نہیں کرتا۔ اس طرح ان کے قلوب و اذہان میں جب یہ بات اچھی طرح بیٹھ جائے گی کہ حکومت کی حفاظت اور رہنمائی کے بغیر امن و سکون کی زندگی گزارنا محال ہے تو وہ حکمران کے اقتدار کو احساس تقدس کے تحت تہہ دل سے قبول کر لیں گے۔ خصوصاً جب انہیں یہ معلوم ہو گا کہ ہمارے اہلکار اپنی مرضی سے کوئی کام نہیں کرتے بلکہ حاکم اعلیٰ کے فرامین و احکامات کی آنکھیں بند کر کے تعمیل کرتے ہیں تو انہیں بے پناہ خوشی ہو گی۔ انہیں اس بات سے بھی مسرت ہو گی کہ ہم نے ان کی زندگیوں میں ہر چیز کو اس طرح مربوط و منظم کر دیا ہے جس طرح سمجھ دار اور فرض شناس والدین کرتے ہیں۔

جذبہ اطاعت

فرائض پر جبراً" عمل درآمد کرانا ہر اس حکومت کا حق اور فرض منصبی ہے جو اپنے آپ کو رعایا کے باپ کی حیثیت سے منوانا چاہتی ہو' اسے طاقت کا یہ حق بھی حاصل ہے کہ انسانیت کو فطرت کا حکم ماننے پر مجبور کرے جو خود فطرت نے دیا ہے' یعنی اطاعت اور فرماں برداری---- دنیا کی ہر چیز اطاعت گزاری کی حالت میں ہے۔ اگر کوئی چیز انسان کی اطاعت نہیں کرتی تو یہ اپنے ماحول یا اپنے داخلی کردار کی بنا پر ایسا کر رہی ہے۔ غرض ہر چیز اپنے سے قوی تر چیز کے سامنے سر نیاز خم کرنے پر مجبور ہے۔ اس لئے ریاست میں قوی تر چیز ہم ہوں گے' انسانی فلاح و بہبود کی خاطر ہر کسی کو ہمارے سامنے جھکنا اور سر تسلیم خم کرنا ہو گا۔ ہم قانون شکنی کرنے والوں کو بلا تامل

اور سخت سے سخت سزا دیں گے۔ کیونکہ برائی کی کڑی سزا لوگوں کے لئے سامان عبرت و موعظت ہو گی۔

عالم بادشاہت کا خواب

جب اسرائیل کا بادشاہ اپنے مقدس سر پر یورپ کا تاج رکھے گا تو وہ دنیا کا قابل احترام باپ اور حکمران بن جائے گا۔ اس منزل تک پہنچنے کے لئے اسے بہ امر مجبوری جتنے لوگوں کو شکار بنانا پڑے گا ان کی تعداد بہرحال زیادہ نہیں ہو گی جتنی غیر یہودی حکومتوں کے صدیوں کے جذبہ رشک و رقابت اور شان و شوکت کے اظہار کے جنون کا شکار ہونے والوں کی تھی۔ ہمارا بادشاہ بہرحال اقوام عالم سے مسلسل رابطہ رکھے گا۔ وہ اپنے تخت پر بیٹھ کر تقریریں کرے گا جو پلک جھپکنے میں دنیا کے کونے کونے میں پہنچ جائیں گی۔

پروٹوکول: 15

مستبدانہ دباؤ

اہم نقاط: تمام دنیا میں یک روزہ انقلاب' قتل و غارت گری' فری میسن کے غیر یہودیوں کا مستقبل' حاکمیت کا جاہ و جلال' فری میسن کی اجتماع گاہوں میں اضافہ' فری میسن رہنماؤں کا مرکزی کنٹرول' خفیہ انجمنوں کے رہنما' عوامی خوشنودی کی اہمیت' فری میسن کارکنوں کا قتل' خدا کی محبوب قوم کی حیثیت سے ہماری پوزیشن' اختیارات کا غلط استعمال' سخت سزائیں' ججوں کی عمر کی حد' دنیا بھر کی دولت' جس کی لاٹھی اس کی بھینس' اسرائیل کا بادشاہ تمام دنیا کا باپ۔

جب ہم ہر جگہ ایک ہی دن میں فوجی بغاوتیں کرانے کے بعد سچ مچ اپنی سلطنت قائم کرلیں گے اور حکومت کی تمام موجودہ صورتوں کا کھوکھلا پن عمومی طور پر تسلیم کر لیا جائے گا (اور ان چیزوں کے لئے ایک لمبا عرصہ درکار ہو گا ـــــــ شاید ایک صدی) تو اپنے مخالفین کو بے رحمی کے ساتھ قتل کر دیں گے' خفیہ جماعتوں کے ذریعہ ہر نئی تنظیم کو موت کی نیند سلا دیا جائے گا۔ جبکہ موجودہ خفیہ جماعتوں کو بھی جنہوں نے ہماری بڑی خدمت کی اور اب بھی کر رہی ہیں' ہم ختم کر دیں گے اور انہیں دور دراز علاقوں میں جلاوطن کر دیں گے۔ فری میسن کے غیر یہودی ممبروں سے بھی یہی سلوک کیا جائے گا کیونکہ یہ لوگ ہمارے بارے میں ضرورت سے زیادہ معلومات رکھتے ہیں۔ لیکن اگر بعض مصلحتیں ہمیں ان لوگوں سے صرف نظر پر مجبور کریں تو انہیں جلاوطنی کے خوف میں مسلسل مبتلا رکھا جائے گا۔ ایک قانون بنائیں گے جس کی رو سے خفیہ

تنظیموں کے تمام سابقہ ممبروں کو یورپ سے جلاوطن ہونا پڑے گا کیونکہ یورپ ہمارا دارالسلطنت ہو گا۔ ہماری حکومت کی قراردادیں اور فیصلے حرف آخر ہوں گے جن کے خلاف کسی کو اپیل کرنے کا حق نہیں ہو گا۔

غیر یہودی معاشروں میں ہم نے بے چینی' اضطراب' انتشار' مذہب سے بیگانگی اور بغاوت کے بیج بو کر ان کی جڑیں مضبوط کر دی ہیں' اس لئے نظم و نسق کو بحال کرنے اور لوگوں کے دلوں پر حکومت کی قوت کا سکہ جمانے کے لئے ہمیں بے رحمانہ اقدامات کرنا پڑیں گے اس تشدد کا شکار ہونے والوں پر کوئی ترس نہیں کھائے گا کیونکہ اس سختی پر ہی مستقبل کی فلاح و بہبود اور استحکام مملکت کا انحصار ہو گا خواہ اس کے لئے ہمیں کتنی ہی قربانیاں دینی پڑیں۔ ہر حکومت جو اپنا وجود تسلیم کرانا چاہتی ہو' اور اپنے حقوق و مراعات کا ہی نہیں بلکہ اپنے فرائض کا بھی خیال رکھتی ہو' اسے سخت اقدامات کرنا پڑتے ہیں اس کے استحکام کی سب سے بڑی ضمانت یہ ہے کہ اس کے گرد طاقت کا مضبوط ترین ہالہ ہو۔ اس صورتحال کو برقرار رکھنے کے لئے اسے طاقت کا عظیم الشان اور بے لچک مظاہرہ کرنا ہوتا ہے تاکہ لوگ اسے پراسرار غیبی قوت کی مظہر جانیں' اس کے ہر حکم کو واجب التعمیل سمجھیں اور فرمان خداوندی کی طرح مقدس جانیں۔ ماضی قریب میں روس کی اشرافیہ حکومت کا یہی طرز عمل تھا جو پاپائیت کو چھوڑ کر دنیا بھر میں ہماری سب سے اہم اور تنہا دشمن تھی۔ اٹلی کا وہ واقعہ ذہن میں لائیے کہ سارا ملک خون میں نہا رہا تھا لیکن خون کی ندیاں بہانے والا سولا (Sulla) کا کوئی بال بھی بیکا نہ کر سکا۔ وہ لوگوں کی نظروں میں جرات اور طاقت کے باعث دیوتا سمجھا جاتا تھا۔ اس نے اگرچہ انتہائی سفاکی اور بے دردی سے قتل عام کیا تھا اس کے باوجود اٹلی سے واپسی پر لوگ عزت و احترام کے ساتھ اس کے گرد جمع ہو گئے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو شخص بھی اپنی دلیری' شجاعت اور ذہنی قوتوں سے لوگوں کو مسحور کر لے اس پر کوئی بھی انگلی اٹھانے کی جرات نہیں کر سکتا۔

اجتماع گاہیں

جب تک ہم اپنی سلطنت میں داخل نہیں ہو جاتے اس وقت تک ہم اس کے

برعکس رویہ اختیار کریں گے۔ ہم دنیا کے تمام ممالک میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں فری میسن کی اجتماع گاہیں قائم کریں گے' ایسے تمام افراد کو اس تنظیم میں شامل کر لیا جائے گا جو عوام میں نمایاں حیثیت رکھتے ہوں یا آئندہ اہمیت حاصل کرنے والے ہوں۔

یہ اجتماع گاہیں (لاجز) ہمارے سب سے بڑے جاسوسی کے اڈے اور لوگوں کو متاثر کرنے کا ذریعہ ہوں گی۔ ان اجتماع گاہوں کو ایک مرکزی انتظامیہ کے تحت لایا جائے گا جس کا علم ہمارے سوا کسی کو نہ ہو گا۔ ان اجتماع گاہوں میں ہمارے نمائندے شامل ہوں گے جو انتظامیہ کے لئے پردے کا کام دیں گے اور جو نعرے اور پروگرام دیں گے ان کے ذریعے ہم ایسی گرہ (Knot) دیں گے جو انقلابی اور لبرل عناصر کو آپس میں مضبوطی سے باندھ دیں گی۔ ان میں معاشرے کی ہر سطح کے لوگوں کو شامل کیا جائے گا۔ انتہائی خفیہ قسم کے منصوبے ہمارے دائرۂ علم میں ہوں گے بلکہ ہمارے ہاتھوں کی گرفت ان پر اسی روز مضبوط ہو جائے گی جس دن ان کا تصور جنم لے گا۔

ان فری میسن لاجز کے ارکان میں قومی اور بین الاقوامی پولیس کے تقریباً تمام ایجنٹ شامل ہوں گے کیونکہ ان کی خدمات اس لحاظ سے ہمارے لئے بے حد ضروری ہیں کہ پولیس حکم عدولی کرنے والے افراد کو راہ راست پر لانے کے لئے اپنے مخصوص طریقے استعمال کرتی ہے بلکہ یہ ہماری سرگرمیوں کے لئے پردے کا کام بھی دے سکتی ہے۔ اور بے چینی اور انتشار وغیرہ پیدا کرنے کے لئے مواقع بھی تلاش کر لیتی ہے۔

خفیہ تنظیمیں

خفیہ تنظیموں میں شامل ہونے کے خواہشمند افراد عموماً چالاکیوں سے روزی کمانے والے' لاابالی' بے فکرے اور بے دھڑک قسم کے لوگ ہوتے ہیں' لہٰذا انہیں اپنے مقصد کے لئے استعمال کرنے میں ہمیں کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی۔ اگر دنیا میں فساد برپا ہوتا ہے تو چلئے اسے اور بھی ہوا دے دی جائے تاکہ یکسانی ختم ہو اور ہلہ گلہ مدتوں جاری رہے۔ لیکن اگر کہیں کوئی منصوبہ بنتا ہے تو اس کی رہنمائی کرنے والا ایسا شخص ہونا چاہئے جو ہمارے سب سے زیادہ وفادار ملازموں میں سے ہو۔

قدرتی بات ہے کہ فری میسن کی سرگرمیوں کی رہنمائی صرف ہمیں ہی کرنی چاہئے کیونکہ ہمیں علم ہوتا ہے کہ ہم کس طرف رہنمائی کر رہے ہیں اور ہر طرح کی سرگرمی اور جدوجہد کا آخری مقصد بھی جانتے ہیں جبکہ غیر یہود کو کسی چیز کا علم نہیں ہوتا بلکہ انہیں تو کسی عمل کے فوری اثر تک کا بھی علم نہیں ہوتا۔ ان کو تو بس اس وقتی تسکین کی ضرورت ہوتی ہے جو اپنے خیالات کا اظہار کرنے سے انہیں حاصل ہو جاتی ہے۔ لیکن وہ کبھی یہ سوچنا بھی گوارا نہیں کرتے کہ ان کے خیالات کے اصلی محرک ہم ہوتے ہیں۔

غیر یہود کی خود فریبی

غیر یہودی لوگ فری میسن لاجز میں جذبہ تجسس کی وجہ سے داخل ہوتے ہیں یا اس امید میں آتے ہیں کہ شاید اس طرح سے وہ کوئی فائدہ اٹھا سکیں۔ ان میں کچھ لوگ اپنے بے بنیاد اور ناقابل عمل خیالات (Fantasies) کا اظہار کرنے کے شوق میں آ پھنستے ہیں۔ وہ تحسین اور تعریف سننے کے بھوکے ہوتے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ ہم زبانی تعریف کے معاملے میں بہت فیاض واقع ہوئے ہیں اس طرح ہم انہیں خود فریبی میں مبتلا رکھتے ہیں اور وہ غیر شعوری طور پر ہمارے خیالات کو اپنے دل و دماغ میں جذب کرتے رہتے ہیں اور بزعم خود یہ سمجھتے ہیں کہ وہ کسی کے خیالات مستعار نہیں لیتے بلکہ اپنے اندرونی احساس کا اظہار کرتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہوتی ہے۔ آپ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ اس خود فریبی میں مبتلا ذہین ترین غیر یہودیوں کو کتنی آسانی سے الو بنایا جا سکتا ہے اور یہ لوگ پھر معمولی سی ناکامی پر کتنی جلدی دل برداشتہ ہو جاتے ہیں۔ خواہ یہ ناکامی صرف اسی قدر کیوں نہ ہو کہ یہ حسب توقع کسی سے اپنی تعریف نہ سن سکیں۔ اس کامیابی کو دوبارہ حاصل کرنے کے لئے وہ ہمارے غلام بے دام بن جانے کو بھی تیار ہو جاتے ہیں بلکہ اپنے منصوبوں کو ترک کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ ان کی اس ذہنی کیفیت سے ہمارے لئے یہ بات آسان ہو جاتی ہے کہ ہم انہیں جس طرف چاہیں لگا سکتے ہیں۔ ان ظاہری شیروں کے اندر

بھیڑوں کی روح ہوتی ہے۔ ان احمق اور گاؤدی افراد کو ہم نے اس تصور کے چوبی گھوڑے پر سوار کر دیا ہے کہ فرد کو جماعت کے اندر بالکل جذب ہو جانا چاہئے۔ انہوں نے کبھی یہ سوچا تک نہیں اور نہ کبھی سوچیں گے کہ یہ چوبی گھوڑا (یعنی فرد کو جماعت کے مقابلے میں بالکل ہیچ سمجھنا) قدرت کے اہم ترین قانون کی خلاف ورزی ہے جس کے مطابق ہر چیز اپنی پیدائش سے ہی دوسری چیزوں سے مختلف ہوتی ہے اور اسے ہر حال میں اپنی انفرادیت کو برقرار رکھنا ہے۔ اگر ہم ایسے لوگوں کو واقعتاً احمقانہ اندھے پن کے اس گڑھے تک لے آئیں تو کیا یہ اس بات کا واضح ثبوت نہیں ہے کہ غیر یہود کا ذہن ہمارے مقابلے میں بہت پست اور غیر نمو یافتہ ہے؟ ہماری کامیابی کی یہ سب سے بڑی ضمانت ہے۔

ہمارے اسلاف کی دور اندیشی

ہمارے قدیم فاضل رہنماؤں نے اس وقت کتنی دوربینی کا مظاہرہ کیا جب انہوں نے کہا کہ ایک سنجیدہ مقصد حاصل کرنے کے لئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرنا چاہئے اور اس بات کی بھی پروا نہیں کرنی چاہئے کہ اس کے لئے کتنی جانیں قربان کرنی پڑتی ہیں۔ اگرچہ ہم نے بھی بڑی قربانیاں دی ہیں لیکن اس سلسلے میں غیر یہود مویشیوں کی جتنی جانیں کام آئی ہیں ہم نے ان کی تعداد کا احصاء کرنے کی بھی ضرورت نہیں سمجھی۔ اور اس کے عوض ہم نے دنیا میں اپنے شہیدوں کو وہ پوزیشن دلا دی ہے جس کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اس کشمکش میں ہمارا نقصان نسبتاً کم ہوا ہے لیکن اس طرح ہماری قوم مکمل تباہی سے محفوظ رہی ہے۔ موت تو ہر شخص کو آنی ہے' زندگی کا انجام یہی ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ یہ انجام لوگوں کے قریب تر کر دیا جائے جو ہمارے راستے میں رکاوٹ بنتے ہیں۔

کھانے اور دکھانے کے دانت

ہم فری میسن کی سرگرمیوں کو اس طرح منظم کرتے ہیں کہ ہمارے بھائی بندوں کے سوا کسی کو ان کا پتہ نہیں چلتا۔ یہاں تک کہ ہمارے حکم پر موت کے منہ میں

جانے والوں کو بھی اس کا علم نہیں ہو سکتا۔ ہماری مرضی اور منصوبے کے تحت وہ اس طرح خاموشی سے موت کو لبیک کہتے ہیں جیسے وہ قدرتی مرض کی وجہ سے مر رہے ہوں۔ اس حقیقت کا علم رکھتے ہوئے ہماری برادری بھی احتجاج کرنے کی جرات نہیں کر سکتی۔ ان طریقوں کی بدولت ہم نے فری میسن تحریک میں اپنے ارادوں کے خلاف احتجاج کی جڑوں کو اکھاڑ پھینکا ہے۔ ہم غیر یہود کو تو حریت فکر (لبرل ازم) کا درس دیتے ہیں لیکن ہم اپنے لوگوں اور ایجنٹوں سے غیر مشروط اطاعت کا مطالبہ کرتے ہیں۔

ہمارے اثر و نفوذ کی وجہ سے غیر یہود کے قوانین پر بہت کم عمل درآمد ہوتا ہے۔ قانون کی جو لبرل تعبیرات ہم نے کی ہیں ان کی وجہ سے قانون کے وقار کو شدید دھچکا لگا ہے۔ جج حضرات اہم ترین اور بنیادی مسائل کے بارے میں وہی فیصلے صادر کرتے ہیں جو ہم نہیں بجھاتے ہیں۔ یہ کام ہم اپنے ان لوگوں کے ذریعہ کراتے ہیں جو ہمارے آلہ کار ہیں' اگرچہ ان میں اور ہم میں بظاہر کوئی بات مشترک نہیں ہوتی۔ ہمارے آلہ کار وہ اخبارات بھی ہوتے ہیں جن کی رائے کے ذریعہ ہم ججوں سے اپنی مرضی سے فیصلے کراتے ہیں۔ قانون ساز مجالس کے ارکان اور انتظامی افسر بھی ہمارے مشورے قبول کرتے ہیں۔ غیر یہود کا خالص حیوانی حالات کا تجزیہ کرنے اور مشاہدے سے صحیح نتیجہ اخذ کرنے کی صلاحیت سے عاری ہوتا ہے اور پیشگی اندازہ کرنے کی اہلیت تو ان میں سرے سے مفقود ہوتی ہے۔

ہمارے اور غیر یہود کے درمیان قوت فکر کا یہی فرق ہمارے "خدا کی محبوب قوم" (Chosen People) ہونے اور اعلیٰ تر انسانی صلاحیت ہونے کا طرۂ امتیاز ہے جو یہود کے حیوانی ذہن و فکر کے مقابلے میں بالکل نمایاں اور ممتاز ہے۔ ان کی آنکھیں کھلی ہیں لیکن وہ اپنے سامنے کچھ دیکھ نہیں سکتے۔ اس لئے ایجاد و اختراع کی صلاحیت سے بالکل عاری ہیں۔ (سوائے مادی اشیاء کے) اس سے صاف ظاہر ہے کہ فطرت نے دنیا کی قیادت اور حکمرانی ہماری قسمت میں لکھ دی ہے۔

نئے قوانین

جب ہمارا کھلے بندوں حکومت کرنے کا وقت آئے گا' یعنی ہماری حکومت کی

نعمتوں اور برکتوں کے ظاہر ہونے کا وقت ہو گا تو اس موقع پر ہم نئے سرے سے قوانین بنائیں گے۔ ہمارے سب قوانین مختصر' واضح اور مستحکم ہوں گے جن کی تشریح و توضیح کی قطعاً" ضرورت نہیں پڑے گی ہر شخص انہیں خود بخود سمجھ سکے گا۔ ہمارے قوانین کی اہم ترین خصوصیت وہ روح ہو گی جو اس کی ذیلی شقوں میں بھی واضح طور پر موجود ہو گی' بے چوں و چرا اطاعت ہو گی اور اس اصول کو بڑی بلند و بالا عظمت دی جائے گی۔ ہر انتظامی یونٹ اپنے سے اعلیٰ نمائندہ حکومت کے سامنے جوابدہ ہو گا۔ قوت و اختیار کے غلط استعمال کی ایسی کڑی سزا مقرر ہو گی کہ کوئی شخص اختیارات کا غلط استعمال کرنے کی جرات نہیں کر سکے گا۔ ہم انتظامیہ کے ہر اس اقدام کی کڑی نگرانی کریں گے جس پر ریاست کی مشینری کی عمدہ کارکردگی کا انحصار ہوتا ہے۔ اس دائرے میں سستی کا نتیجہ بدنظمی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ لاقانونیت اور اختیارات کے غلط استعمال کے ہر کیس پر ہم عبرتناک سزائیں دیں گے۔ جرم کا اخفا' انتظامیہ کے اہل کاروں کی باہمی ملی بھگت' ایک دوسرے کی پردہ پوشی اور جرم سے چشم پوشی و دیگر عمومی خرابیاں عبرت خیز سزاؤں کی ابتدائی چند مثالوں کے بعد بالکل ختم ہو جائیں گی۔ ہمارے اقتدار کے وقار کا تقاضا ہے کہ چھوٹے سے چھوٹے جرم کی بھی مناسب سزا' یعنی ظالمانہ سزا دی جائے۔ خواہ مجرم کی سزا' اس کی خطا سے کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔ ہم ان اہلکاروں کو ایسا درس دیں گے کہ وہ سزایاب ہونے کے بعد خود کو ایسا سپاہی سمجھیں گے جو اقتدار' اصول اور قانون کی خاطر میدان جنگ میں مارا گیا ہو۔ کیونکہ یہ چیزیں (حکومت اور اس کے اصول و قوانین) اس امر کی اجازت نہیں دیتیں کہ عوام پر حکمرانی کرنے والے عوامی شاہراہ سے کٹ کر اپنے ذاتی راستوں پر چلنا شروع کر دیں۔ مثال کے طور پر جب ججوں کے پیٹ میں ملزموں سے ہمدردی اور ان پر رحم دلی کا مروڑ اٹھے گا تو انہیں معلوم ہو گا کہ وہ اصول انصاف کی خلاف ورزی کر رہے ہیں جس کی رو سے ہر قسم کی سستی اور کاہلی کو دور کرنے کے لئے عبرتناک سزائیں دینا ضروری ہے' نہ کہ جج کی روحانی خصوصیات (ہمدردی وغیرہ) کا اظہار کرنا۔ اس کی خصوصیات کا اظہار انفرادی زندگی میں ہی مناسب ہے' نہ کہ کسی ایسے عوامی مقام پر جو

انسانی زندگی کے لئے ایک تعلیمی بنیاد پر ہو۔

ججوں کی شرائط ملازمت

ججوں کو ہم 55 سال کی عمر کے بعد سرکاری ملازمت میں نہیں رکھیں گے۔ اس کی دو وجوہ ہیں۔ اول یہ کہ بوڑھے آدمی لگے بندھے خیالات کے مالک ہوتے ہیں اور ان کی شدت سے پابندی کرتے ہیں۔ انہیں نئے خیالات کو قبول کرنے پر آمادہ کرنا مشکل ہوتا ہے۔ دوم' انہیں جلدی فارغ کر کے ہم سٹاف میں آسانی کے ساتھ تبدیلیاں لا سکیں گے' لہٰذا سٹاف جلدی ہمارے قابو میں آ جائے گا۔ جو شخص اپنی ملازمت برقرار رکھنا چاہے گا اسے آنکھ بند کر کے ہماری اطاعت کرنا پڑے گی۔ ججوں کا انتخاب ایسے لوگوں میں سے کیا جائے گا جو یہ سمجھتے ہوں گے کہ ہمارا کام صرف سزائیں دینا اور قانون نافذ کرنا ہے' نہ کہ ریاست کی تعلیمی سکیم کو خطرے میں ڈال کر لبرل ازم کے خواب دیکھنا' جیسا کہ آجکل کے غیر یہود جج کر رہے ہیں۔ نئے جج حکومت کے وفادار ہوں گے اور اسی وفاداری پر ان کی ملازمت جاری رہنے اور ان کے بہتر مستقبل کا انحصار ہو گا۔ انہیں خاص نظریات کے تحت تربیت دی جائے گی تاکہ عدالتیں ریاست کے نظم و نسق میں رکاوٹ نہ ڈال سکیں۔

موجودہ غیر یہود جج جرائم کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں کیونکہ انہیں اپنے عہدے کی اہمیت کا شعور نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آجکل کے حکمران ججوں کا تقرر کرتے ہوئے ان میں وہ احساس فرض پیدا کرنا ضروری نہیں سمجھتے جن کا ان سے تقاضا کیا جاتا ہے۔ جس طرح ایک وحشی جانور اپنے بچوں کو شکار کی تلاش میں کھلا چھوڑ دیتا ہے بالکل اسی طرح غیر یہود اپنی رعایا کو نفع بخش آسامیاں دیتے ہیں اور ان پر یہ واضح کرنے کی تکلیف گوارا نہیں کرتے کہ یہ آسامیاں کس لئے پیدا کی گئی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی حکومتیں اپنی اندرونی قوتوں کی وجہ سے اور اپنی انتظامیہ کی غلط کاریوں کے ہاتھوں تباہی کا شکار ہو رہی ہیں۔ آیئے ہم ان غلط کاریوں کے نتائج سے اپنے لئے ایک اور سبق لیں۔

سرکاری ملازمین کی سرکوبی

ہم اپنی ایسی تمام آسامیوں سے لبرل ازم کا خاتمہ کر دیں گے جن پر حکومت کی مشینری چلائے جانے کا انحصار ہوتا ہے۔ عملے کی تربیت کا خصوصی اہتمام کیا جائے گا۔ ممکن ہے آپ یہ اعتراض کریں کہ پرانے ملازمین کو ریٹائر کرنے سے خزانے پر بھاری بوجھ پڑے گا۔ میری طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو ریٹائر ہونے والوں کو نجی ملازمتیں مہیا کی جائیں گی' دوسرا یہ کہ تمام ڈالر اور پاؤنڈ ہمارے ہاتھوں میں سمٹتے چلے آئیں گے اس لئے ہماری حکومت کو اخراجات سے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہو گی۔ ہمارے تمام فیصلے حتمی اور قطعی ہوں گے اور یہ قطعیت ملکی زندگی کے ہر شعبے میں جاری و ساری ہو گی۔ اس لئے ہمارے فیصلوں کا ہر جگہ احترام کیا جائے گا۔ اور ان پر بے چوں و چرا عمل درآمد ہو گا۔ ہم اپنے ارادوں کی تکمیل کی راہ میں کوئی رکاوٹ برداشت نہیں کریں گے۔ کانا پھوسی کرنے اور بے چینی پھیلانے والوں کو سخت سزا دے کر دوسروں کے لئے نمونہ عبرت بنا ڈالیں گے۔

تنسیخ قوانین کا حق

ہم قوانین کی تنسیخ کا حق ختم کرا دیں گے' یہ حق مکمل طور پر ہماری طرف منتقل ہو جائے گا۔ یعنی قانون کی تنسیخ اور اس میں رد و بدل حکمران کی صوابدید پر ہو گا۔ کیونکہ ہم لوگوں میں یہ تصور پیدا نہیں ہونے دیں گے کہ ہمارے مقرر کردہ ججوں کا کوئی فیصلہ غلط بھی ہو سکتا ہے لیکن اگر کوئی ایسا موقع آ پڑے تو ہم خود اپنے فیصلوں میں مناسب رد و بدل اور تنسیخ کر لیں گے۔ اس کے ساتھ ہی متعلقہ جج کو اس کی فرض ناشناسی اور کاہلی پر عبرتناک سزا بھی دیں گے تاکہ آئندہ غلطیوں کا اعادہ نہ ہونے پائے۔

ریاست کا اصلی کام

میں ایک بار پھر کہوں گا کہ ہم انتظامیہ کے اقدامات پر گہری نظر رکھیں گے اور

پروٹوکول: 16

برین واشنگ

اہم نقاط: یونیورسٹیوں کی کمزوری، کلاسیک کا نعم البدل، تعلیم و تربیت، سکولوں میں حکمراں کے اختیارات کی تشہیر، تعلیمی آزادی کا خاتمہ، نئے نظریات، آزادی فکر، مشاہداتی اور عملی طریقہ تعلیم۔

ہم تمام اجتماعی قوتوں کو (ماسوائے خود کے) ختم کر دیں گے، اس پروگرام کی پہلی سیڑھی یونیورسٹیاں ہیں، اس مقصد کے لئے ہم ان کی از سرنو تنظیم کریں گے۔ جس کے لئے اساتذہ اور پروفیسروں کو ایک خفیہ پروگرام کے مطابق تیار کیا جائے گا۔ وہ اس پروگرام سے سرمو انحراف نہیں کر سکیں گے۔ ان کے تقرر میں خصوصی احتیاط سے کام لیا جائے گا اور ان کی حالت ایسی بنا دی جائے گی کہ وہ حکومت کے رحم و کرم پر ہوں گے۔

نصاب تعلیم سے ریاستی قوانین اور تمام سیاسی معاملات کو خارج کر دیں گے۔ یہ مضامین چند درجن باصلاحیت مبتدیوں کو پڑھائے جائیں گے۔ یونیورسٹیوں کے وسیع و عریض کمروں سے ایسے بودے اور نکمے افراد پیدا نہیں کئے جائیں گے جن کے ذہن آئین سے متعلق الل ٹپ منصوبوں کی آماجگاہ بنے ہوئے ہوں اور ہر وقت ان مسائل کو الجھانے میں مصروف رہتے ہوں، جن کے بارے میں ان کے آباؤ اجداد نے بھی کبھی سوچنے کی جرات نہ کی ہو۔ ہر کس و ناکس کو سیاسی امور سے متعلق بے جا قسم کی

تعلیم دینے کا نتیجہ تصوراتی فلاحی ریاست کا خواب دیکھنے والی گھٹیا قسم کی رعایا کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ آپ خود بھی غیر یہود کی تعلیم عامہ کی پالیسی کے نتائج سے اندازہ کر سکتے ہیں۔ ہمیں غیر یہود کے نظام تعلیم میں ایسے اصولوں کو شامل رکھنا چاہئے جو اس نظام کے نظم و نسق کو تہہ و بالا کرنے کے موجب بنے ہوئے ہیں لیکن جب زمام اقتدار ہمارے ہاتھ آئے گی تو ہم نصاب میں سے ہر ایسے مضمون کو خارج کر دیں گے جو کسی قسم کی بے چینی و اضطراب کا موجب بن سکے۔

ہم تمام نوجوانوں کو اپنی حکومت کے ایسے اطاعت شعار اور فرماں بردار قسم کے پیرو بنا دیں گے کہ وہ ہمارے حکمران کو اپنا محسن' ہمدرد و محافظ اور اپنی امیدوں کا واحد مرکز سمجھ کر اپنی محبت و عقیدت کا محور بنا لیں گے۔

تعلیمی پروگرام

آپ اس امر سے آگاہ ہیں کہ کلاسیکی ادب ازمنہ قدیم کی تاریخ' قابل اعتماد اور معقول حقائق کی بجائے بے کار اور گھٹیا قسم کی مثالوں سے پر ہے۔ لہٰذا ان مضامین کا مطالعہ قطعی طور پر ختم کر دیا جائے گا' ان کی جگہ مستقبل کے پروگرام کے مطالعہ شامل نصاب کر کے لوگوں کے ذہنوں سے گزشتہ صدیوں کے ناپسندیدہ اور غیر مفید نقوش مٹا دیئے جائیں گے۔ اور صرف ان حقائق کی یاد کو تازہ رہنے دیں گے جو غیر یہودی حکومتوں کی غلطیوں اور نقائص کو نمایاں کر رہے ہوں۔ ہمارے تعلیمی پروگرام میں سب سے زیادہ اہمیت عملی زندگی' نظم و نسق کی ذمہ داریوں اور لوگوں کے باہمی تعلقات سے متعلقہ مضامین کو دی جائے گی تعلیمی پروگرام میں ہر پیشے اور زندگی کی ہر ضرورت کے لئے علیحدہ علیحدہ کورسز شامل ہوں گے۔ طریق تعلیم کو بھی کسی صورت میں یکساں اور مشترک بنیادوں پر استوار نہیں کیا جائے گا۔ مسئلے کا یہ پہلو بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ زندگی کے ہر پہلو پر لوگوں کی تعلیم ان محدود خطوط پر ہونی چاہئے جو زندگی میں ان کے مقام

اور کاروبار سے مطابقت رکھتے ہیں۔ ذہین و فطین افراد ہمیشہ زندگی کے دوسرے پہلوؤں پر بھی حاوی ہوتے رہے ہیں اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے۔ لیکن یہ زبردست حماقت ہے کہ مٹھی بھر عبقری قسم کے افراد کی خاطر نااہل لوگوں کو ایسے مراتب و مناصب پر قبضہ جمانے کا موقع دے دیا جائے جو ان سے غیر متعلقہ ہوں اور جن کے لئے پیدائشی طور پر اہل افراد بھی موجود ہوں۔ آپ کو خوب معلوم ہے کہ غیر یہود کو اس کھلی حماقت کے کیا نتائج بھگتنا پڑے ہیں۔

کسی حکمران کو لوگوں کے اذہان و قلوب میں قطعی اور مستقل مقام دلانے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے دور حکومت میں درس گاہوں' بازاروں اور گلی کوچوں میں اس کے کارناموں' بلند مقاصد اور اس کے فلاحی اقدامات کا اکثر ذکر کیا جائے۔ ہم تعلیم و تدریس کے شعبے میں ہر قسم کی آزادی کا خاتمہ کر دیں گے۔ ہر عمر کے طالب علموں اور ان کے والدین کو اداروں میں اجتماع کرنے کا حق حاصل ہو گا' اسی طرح جیسے وہ کسی کلب میں اکٹھے ہوتے ہیں۔ عام تعطیل کے روز ان اجتماعات سے اساتذہ خطاب کریں گے ان کے موضوعات میں انسانی تعلقات' قوانین امثلہ' غیر شعوری تعلقات سے جنم لینے والی حدود اور ان نئے نظریات کا فلسفہ شامل ہو گا جو ابھی دنیا کے سامنے برملا پیش نہیں کیا گیا۔ ان نظریات کو ہم مذہبی عقیدے (Dogma) کے مقام پر لے آئیں گے لیکن یہ مرحلہ ہمارے مذہب کی جانب ایک عبوری دور ہو گا۔ زمانہ حال اور زمانہ مستقبل سے متعلق اپنے لائحہ عمل کو مکمل طور پر بیان کرنے کے بعد اب میں آپ کو ان نظریات کے بنیادی اصولوں سے آگاہ کرتا ہوں۔

لوگ نظریات سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں اور انہیں ہمیشہ حرز جاں بنائے رکھتے ہیں۔ وہ ان نظریات کو تعلیم ہی کے ذریعہ اپناتے ہیں جو ہر عمر کے افراد کو مختلف طریقوں سے مہیا کی جاتی رہی ہوتی ہے۔ لیکن ہم اپنے مفادات کے پیش نظر فکر و خیال کی ہر آزادی کو ختم کر دیں گے جس کا رخ ہم عرصہ دراز سے ان موضوعات اور

تصورات کی طرف موڑتے رہے ہیں جو ہمارے مقاصد کے لئے مفید تھے۔ فکر و تصور کو مقید کرنے کا عمل تو پہلے ہی نام نہاد مشاہداتی طریقہ تعلیم کی صورت میں جاری و ساری ہے جس کا مقصد غیر یہود کو قوت فکر سے عاری' اطاعت شعار حیوان بناتا ہے' یہ حیوان اس امر کے منتظر رہے ہیں کہ کسی چیز کا تصور قائم کرنے کے لئے اسے ان کے سامنے لایا جائے۔ فرانس میں ہمارے بہترین ایجنٹ بورژوا طبقے نے خارجی اسباق (Objective Lessons) کے ذریعہ تعلیم کے ایک پروگرام کو اسی طریقے سے مقبول کیا ہوا ہے۔

پروٹوکول: 17

اتھارٹی کا غلط استعمال

اہم نقاط: پیشہ وکالت' غیر یہودی مذہبی رہنماؤں کے اثرات' آزادی ضمیر' مذہبی عدالتیں' یہودیوں کا بادشاہ بحیثیت مقدس پوپ' موجودہ چرچ کا کیسے مقابلہ ہونا چاہیے؟ معاصر پریس کا کردار' پولیس کی تنظیم' رضا کار پولیس' جاسوسی نظام' اقتدار کا غلط استعمال۔

وکالت کا پیشہ آدمی کو سرد مہر' ظالم' ضدی اور بے اصولا شخص بنا دیتا ہے۔ وکیل ایک غیر جذباتی اور قانونی موقف اختیار کرتے ہیں اور ہر چیز کو اپنے مؤکل کی صفائی اور حمایت کے نقطہ نظر سے دیکھتے ہیں اور قانون کے فلاح عامہ کے پہلو کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اپنے موکل کی بریت ثابت کرنے کے لئے ہر حربہ استعمال کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں اور ہر قیمت پر اسے رہا کرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے وہ قانون میں سے کیڑے نکالتے ہیں اور عدل و انصاف کی اہمیت اور وقعت کو کم کر دیتے ہیں۔ لہٰذا ہم اس پیشے کی حدود متعین کر دیں گے جس سے یہ سرکاری انتظامیہ کی ملازمت کے دائرے میں آ جائے گا۔ ججوں کی طرح وکیلوں کو بھی مقدمے کے فریقین سے براہ راست گفتگو سے محروم کر دیا جائے گا۔ وکیلوں کو کاروبار عدالت کی طرف سے ملے گا اور وہ ہر مقدمے کا مطالعہ سرکاری رپورٹ اور متعلقہ دستاویزات کی روشنی میں کریں گے اور اپنے مؤکلوں کے دفاع کی اجازت دی جائے گی جبکہ متعلقہ حقائق و واقعات کے بارے میں ان موکلوں سے پوچھ گچھ کی جا چکی ہو گی۔

وکلاء کو فیس ان کے کام کی نوعیت کا لحاظ رکھے بغیر حکومت کی طرف سے ادا کی

جائے گی۔ اس طرح قانونی معاملات میں ان کی حیثیت محض رپورٹروں کی سی ہو جائے گی اور وہ استغاثہ کے وکیل کے خلاف ایک توازن کا کام دیں گے۔ اس طریقے سے عدالتوں کا بوجھ ہلکا ہو جائے گا اور اس طرح غیر متعصبانہ صفائی اور دفاع کی ایسی روایت پیدا ہو جائے گی جس کی بنیاد ذاتی مصالح کی بجائے حقائق و واقعات پر ہو گی۔ ضمناً اس سے یہ فائدہ ہو گا کہ وکلاء کے درمیان سودے بازی کی وہ گندی عادت بھی ختم ہو جائے گی جس سے وہ صرف اس پارٹی کو جتاتے ہیں جو زیادہ پیسے دے۔

غیر یہود مذہبی محاذ

ہم نے غیر یہودی مذہبی رہنماؤں کا وقار کم کرنے اور ان کے مذہب کے مشن کو تباہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ کیونکہ ان رہنماؤں کی عزت اور مذہب سے عوام کی وابستگی ہماری راہ میں بڑی رکاوٹ بن سکتی ہے۔ دنیا بھر کے عوام پر ان کا اثر روز بروز کم ہوتا جا رہا ہے۔ آزادی ضمیر کا نعرہ بلند کر دیا گیا ہے اور اب عیسائیت چند سال کے اندر مکمل تباہی سے ہمکنار ہو جائے گی۔ تاہم اس سلسلے میں کچھ کہنا ابھی قبل از وقت ہو گا۔ ہم پادریوں اور پاپائیت کو اتنی تنگ حدود میں مقید کر دیں گے کہ یہ مذاہب ماضی کی بہ نسبت تیزی سے پسپا ہونا شروع ہو جائیں گے۔

جب پوپ کی عدالت کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کا وقت آئے گا اس وقت ایک غیر مرئی ہاتھ اپنی انگلی سے تمام قوموں کو اس عدالت کی طرف متوجہ کرے گا لیکن جب لوگ اس عدالت پر ٹوٹ پڑیں گے تو ہم ظاہراً" اس کے دفاع کرنے والوں کے روپ میں سامنے آ جائیں گے۔ ہمارا مقصد بظاہر غیر ضروری خون خرابے کو روکنا ہو گا۔ اس طرح ہم اس کی انتڑیوں میں اتر جائیں گے اور اپنے دانتوں سے بھنبھوڑ بھنبھوڑ کر اس کی رگ رگ سے خون پی لیں گے اور اس کی تمام قوت کا مکمل خاتمہ کئے بغیر باہر نہیں آئیں گے۔

یہودیوں کا بادشاہ تمام دنیا کا حقیقی پوپ ہو گا' یعنی ایک بین الاقوامی چرچ کا مقدس رہنما ہو گا۔ لیکن اس دوران جبکہ ہم نوجوان نسل کو روایات پر مبنی نئے مذاہب کی

دوبارہ تعلیم دے رہے ہیں اور بعدازاں اپنے مذہب سے بھی روشناس کرائیں گے۔ ہم کھلم کھلا موجودہ گرجاؤں پر انگشت نمائی نہیں کریں گے بلکہ ان کے خلاف اس قسم کی تنقید کریں گے جس سے انتشار اور بداعتمادی کی فضا پیدا ہو گی۔ اس مقصد کے لئے ہمارا پریس سیاسی معاملات' مذاہب اور غیر یہود کی نااہلیت پر عمومی تنقید جاری رکھے گا۔ اس لئے انتہائی سخت الفاظ اور اصطلاحات استعمال کی جائیں گی۔ مقصد ہر ممکن طریقے سے ان کے وقار و احترام کو ختم کرنا اور خاک میں ملانا ہے اس منصوبے کو ہمارے ذہین قبیلے (یہودی قوم) کے باصلاحیت افراد ہی پایہ تکمیل تک پہنچا سکتے ہیں۔

ہماری سلطنت وشنو دیوتا کی مانند ہو گی جو سینکڑوں ہاتھ رکھتا تھا اور یہ ہاتھ سماجی زندگی کے تمام چشموں پر قابض ہو جائیں گے۔ اس سلطنت کی عظمت و قوت کے سامنے وشنودیوتا کی الوہیت بھی ہیچ ہو گی۔ ہم سرکاری پولیس کی مدد کے بغیر بھی ہر چیز کو دیکھ سکیں گے جس کے اختیارات کو ہم ہی نے غیر یہودیوں کے خلاف استعمال کرنے کے لئے وسعت دی ہے۔ اور اب وہ اپنی حکومتوں کی راہ میں اس طرح حائل ہو جاتی ہے کہ وہ اصل حقائق تک پہنچنے سے قاصر رہتی ہے۔ ہمارے پروگرام کے مطابق ہماری رعایا کا ایک تہائی حصہ احساس فرض اور رضاکارانہ خدمت کے جذبے سے بقیہ دو تہائی حصے کی کڑی نگرانی کرے گا۔ اس طرح ایک جاسوس یا مخبر ہونا ذلت کی بات نہیں ہو گی بلکہ قابل فخر خدمت ہو گی۔ لیکن بے بنیاد الزامات کے لئے کڑی سزائیں دی جائیں گی تاکہ اس حق کا غلط استعمال نہ ہو سکے۔

ہم اپنے ایجنٹ معاشرے کے اونچے طبقے سے بھی لیں گے اور نچلے طبقے سے بھی۔ ان میں انتظامیہ کے عیش پرست افسر' ایڈیٹرز' پبلشرز' پرنٹرز' کتب فروش' کلرک' سیلزمین' مزدور' اساتذہ اور اردلی وغیرہ شامل ہوں گے۔ یہ جماعت بااختیار نہیں ہو گی اور نہ از خود اسے کوئی کاروائی کرنے کا اختیار ہو گا۔ دراصل یہ ایک قسم کی بے اختیار و بے اقتدار پولیس ہو گی جو صرف مشاہدہ کرے گی اور رپورٹ کر دے گی۔ ان کی مہیا کردہ اطلاعات کی چھان بین اور گرفتاریوں کا انحصار انتظامی کنٹرول رکھنے والے ایک ذمہ دار گروپ پر ہو گا۔ جبکہ گرفتاری کا اصل کام مسلح پولیس اور میونسپل پولیس مل کر

کریں گی۔ جو لوگ عوام کے بارے میں دیکھی یا سنی باتوں کی اطلاع نہیں دیں گے ان پر حقائق مخفی رکھنے کا الزام لگایا جائے گا اور اس کے ثابت ہو جانے پر مناسب سزا دی جائے گی۔

جس طرح آجکل ہمارے قومی بھائیوں پر یہ فرض عائد کیا گیا ہے کہ وہ اپنے خاندان کے "مرتد" افراد کی اطلاع مقامی حکومت کو دیں اور ان لوگوں کی مخبری کریں جو حکومت کے خلاف کسی سرگرمی میں حصہ لیتے ہوئے پائے جائیں اسی طرح دنیا بھر میں ہماری رعایا کا بھی فرض ہو گا کہ وہ اس سلسلے میں ریاست کی طرف سے عائد کی گئی ذمہ داری کو پوری کریں۔ اس قسم کی تنظیم کی بدولت رشوت خوری، اختیار کا غلط استعمال اور دیگر متعدد سماجی برائیاں مکمل طور پر ختم ہو جائیں گی۔

پروٹوکول: 18

مخالفین کی گرفتاریاں

اہم نقاط: خفیہ دفاع کے لئے اقدامات' سازشوں کی داخلی نگرانی' اقتدار کی تباہی' شاہ یہود کی حفاظت' اقتدار کا الوہی وقار' گرفتاریوں کا منصوبہ۔

جب ہمارے لئے خفیہ دفاع کو مضبوط بنانے کے لئے سخت اقدامات کی ضرورت پڑ جائے (جو کہ اقتدار کے وقار کے لئے زہر قاتل ہے) تو ہم دکھاوے کے فسادت کرائیں گے اور بے چینی پھیلائیں گے۔ اس موقع پر ہمیں شعلہ بیان مقررین کی خدمات کی ضرورت پڑے گی کیونکہ وہ اپنے زور خطابت سے لوگوں کو اپنے گرد جمع کر لیتے ہیں۔ اس سے افراتفری کا جو ماحول پیدا ہو گا اس سے ہمیں لوگوں کی خانہ تلاشی کے لئے جواز ہاتھ آ جائے گا۔ تلاشی اور نگرانی کا کام ہم اپنی کلسہ لیس غیر یہودی پولیس کے ذریعہ انجام دیں گے۔

سازشی لوگ اکثر مسخرہ پن کا بھی مظاہرہ کرتے ہیں' ان کے شعور و شغب اور ہنگامہ پسندی کی ہم بظاہر پروا نہیں کریں گے۔ جب تک کوئی شخص واضح طور پر خطرناک سرگرمیوں میں ملوث نہ پایا جائے ہم اس پر ہاتھ نہیں اٹھائیں گے۔ البتہ ان کی نگرانی شروع کر دی جائے گی۔ یہ بات یاد رکھی جانی چاہئے کہ جو حکومت آئے دن اپنے خلاف "سازشیں" پکڑتی رہے' اس کا وقار کم ہو جاتا ہے اور اس سے انتظامیہ کی کمزوری کا بھی اظہار ہوتا ہے۔ "بے انصافی کا تو فوراً" الزام لگ جاتا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ ہم نے غیر یہودی بادشاہوں کے وقار کو خاک میں ملانے کے لئے اپنے ایجنٹوں کے ذریعہ ان پر بار بار حملے کرائے۔ یہ ایجنٹ ہمارے گلّے کی اندھی بھری بھیڑیں ہیں

جنہیں آزادی اور لبرل ازم کے چند نعرے دے کر ان سے ہر جرم کرایا جا سکتا ہے۔

ہم نے حکمرانوں کو اپنے تحفظ سے متعلق اقدامات کی تشہیر کرنے اور نتیجتاً انہیں اپنی کمزوری تسلیم کرنے پر مجبور کر دیا ہے اس طریق کار سے ہم نے ان کے اقتدار کو تباہی سے ہمکنار کر دیا ہے۔

ہمارے حکمران کی حفاظت خفیہ طور پر ایک غیر معروف ایجنسی سے کرائی جائے گی۔ یہ محافظ بظاہر غیر معروف اور معمولی قسم کے ہوں گے کیونکہ ہم اس تصور کو قبول ہی نہیں کرتے کہ اس کے خلاف کوئی ایسی بغاوت بھی ہو سکتی ہے جس پر وہ قابو نہ پا سکے اور اس سے چھپنے پر مجبور ہو جائے۔ اگر ہم اس تصور کو قبول کریں تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ ہم اپنے حکمران کی اگر نہیں تو جلد یا بدیر اس کے خاندان کی موت کے حکمنامے پر دستخط کر رہے ہیں۔

ظاہری طور پر نافذ شدہ قوانین کے تحت ہمارا حکمران اپنی قوت کو قوم کی بھلائی کے لئے استعمال کرے گا اور کسی صورت میں اپنے یا اپنے خاندان کے مفادات کو قوم پر ترجیح نہیں دے گا۔ اس لئے خود رعایا اس کے اقتدار کی حفاظت کرے گی۔ عوام اعتراف کریں گے کہ ریاست کے ہر شہری کی فلاح و بہبود حکمران کے ساتھ وابستہ ہے۔ کیونکہ عوامی زندگی کے تمام نظم و ضبط کا انحصار اسی پر ہو گا۔ یہ بات ہمارے بادشاہ کو عظمت اور تقدیس کا درجہ عطا کرے گی۔ اعلانیہ حفاظتی اقدامات بادشاہ کی تنظیمی قوت کی کمزوری کا اظہار کرتے ہیں۔ البتہ جب وہ عوام میں گھرا ہوا ہو گا تو اس کے اردگرد عورتوں اور مردوں کا ایسا ہجوم ہو گا جو دور سے دیکھنے والے مشتاقان دید پر مشتمل ہو گا اور یہ تاثر دے رہا ہو گا کہ یہ لوگ اتفاقیہ طور پر یہاں جمع ہو گئے ہیں (حالانکہ وہ ہماری طرف سے متعین شدہ افراد ہوں گے) اس عمل سے دوسرے لوگ بادشاہ کی طرف احتراماً" آگے نہیں بڑھیں گے جیسا کہ یہ اعلیٰ نظم و ضبط کے لئے بھی ضروری دکھائی دیتا ہے۔ اس سے دوسروں کے لئے بھی ضبط نفس کی مثال قائم ہو گی۔

اگر کوئی ضرورتمند شخص بھیڑ کو چیر کر بادشاہ کو کوئی درخواست پیش کرتا ہوا دکھائی دے گا تو اگلی صفوں کے لوگ یہ درخواست لے کر سائل کی موجودگی میں ہی حکمران کے

حوالے کر دیں گے۔ تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ مذکورہ درخواست منزل مقصود پر پہنچ گئی ہے۔ اس سے لوگوں پر واضح ہو جائے گا کہ تمام امور مملکت پر بادشاہ کا اپنا ہی کنٹرول ہے۔ تاج سلطانی کے قیام و بقا کے لئے ضروری ہے کہ عوام یہ کہتے ہوئے سنائی دیں کہ "اگر بادشاہ کو یہ معلوم ہوتا" _ "بادشاہ تک یہ بات پہنچ کر رہے گی"۔

جیسے کہ پہلے میں کہہ چکا ہوں کہ حکمران کی حفاظت کے لئے سرکاری انتظامات کی وجہ سے اقتدار کا نازک و پراسرار وقار ختم ہو کر رہ جاتا ہے لیکن اگر اس تکلف کو نظر انداز کر دیا جائے تو ہر شخص دلیری اور بے باکی پر اتر آتا ہے اور باغیوں میں اپنی قوت کا احساس پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اس لمحہ کے منتظر رہتے ہیں کہ موقع ملتے ہی اقتدار پر حملہ کر دیا جائے۔ لیکن غیر یہود کو ہم اس کے برعکس تعلیم دیتے ہیں تاہم ان کے تجربہ سے تو ہم نے سبق حاصل کیا ہے کہ اعلانیہ تحفظ کے اقدامات نے ان کا کیا حشر کر رکھا ہے۔

کوئی ایسی بات رونما ہو جائے تو شک کی معقول وجہ ملتے ہی ہم مجرموں کو گرفتار کر لیں گے۔ کسی امکانی غلطی کے خوف سے ہم اس امر کی اجازت نہیں دے سکتے کہ سیاسی غلطیوں اور جرائم کے مرتکب افراد کو بچ نکلنے کا موقع دیا جائے کیونکہ ایسے معاملے میں ہم قطعاً" بے رحم ہوں گے۔ اگر بفرض محال سیاسی جرائم کی تہہ میں معمولی جرائم بطور محرک کے کام کر رہے ہوں تب بھی ہم ان لوگوں کو معاف نہیں کریں گے جنہوں نے ایسے امور میں دخل دیا' جنہیں حکومت کے سوا کوئی نہیں سمجھ سکتا اور حقیقت تو یہ ہے کہ صحیح پالیسی کو سمجھنا بھی ہر حکومت کے بس میں نہیں ہوتا۔

پروٹوکول: 19

حاکم اور محکوم

اہم نقاط: اپیل کا حق اور باغیانہ پروپیگنڈہ' سیاسی جرائم پر مقدمات' سیاسی جرائم کی تشہیر۔

اگر ہم عوام کو سیاسی امور میں مداخلت کرنے کی اجازت نہ دیں تب بھی ہم انہیں حکومت کے سامنے درخواستوں اور عرضداشتوں کے ذریعہ تجاویز پیش کرنے کی حوصلہ افزائی کرتے رہیں گے۔ اس طریق کار سے ایک طرف تو انتظامیہ میں موجود خامیاں ہمارے علم میں آتی رہیں گی اور دوسری جانب ہم رعایا کے خیالی منصوبوں سے آگاہ رہیں گے اور ضرورت ہوئی تو ان تجاویز کو عملی جامہ پہنا دیں گے ورنہ نہایت دانشمندی سے انہیں غلط ثابت کرتے ہوئے مسترد کر دیں گے تاکہ غلط تجویز پیش کرنے والے پر اس کی کوتاہ اندیشی واضح ہو جائے۔

باغیانہ تقریریں کرنے والے کی حیثیت ہاتھی پر بھونکنے والے پالتو پلے سے زیادہ نہیں ہوتی۔ ایک منظم حکومت' جس کے ہاتھ پولیس کے بل بوتے پر نہیں بلکہ عوامی قوت سے ہوئے ہوں' اس کے نزدیک ان امور کی حیثیت ایسے ہی ہے جیسے کوئی پالتو پلا اپنی طاقت اور مقام سے بے خبر ہاتھی پر بھونکنے کی کوشش کرے۔ دونوں کی اہمیت کا تناسب واضح کرنے کے لئے مناسب انتباہ کافی ہو گا اور یہ کتے بھونکنا بند کر دیں گے بلکہ ہاتھی کو دیکھتے ہی سہم جائیں گے اور خالی خولی نظروں سے دیکھتے دیکھتے دم ہلانا شروع کر دیں گے۔

سیاسی جرائم

ہم سیاسی جرائم کو بھی قتل چوری اور دیگر گھناؤنے جرائم کی فہرست میں شامل کر

کے اخلاقی جرائم کی مانند عدالتی کاروائی کا آغاز کر دیں گے تاکہ ان کا ارتکاب کرنے والوں کو بہادر' جانباز اور اولوالعزم تصور نہ کر لیا جائے بلکہ ان کا وقار مٹی میں مل کر رہ جائے۔ اس طرح سیاسی جرائم اور دیگر جرائم سے متعلق نکتہ نظر خلط ملط ہو جائے گا اور اول الذکر کو بھی باعث ننگ و شرم سمجھا جانے لگے گا نیز عوام انہیں نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگیں گے۔ ہم نے اس ضمن میں کافی حد تک کامیاب کوشش کی ہے کہ غیر یہود قومیں باغیانہ تقریروں اور اشتعال انگیز اقدامات سے مقابلہ کرنے کے یہ طریقے نہ جان سکیں یہی وجہ ہے کہ ہم نے پریس' بالواسطہ کرائی گئی تقریروں اور ہوشیاری سے مرتب کردہ تاریخ کی نصابی کتب کے ذریعہ سے اس شہادت عظمیٰ کے تصور کو ابھارا ہے جسے باغیوں نے عوام کی مجموعی فلاح و بہبود کی خاطر قبول کیا۔ اس سے غیر یہودی قوم کے اندر لبرل ذہن کے افراد پر مشتمل ہماری ایک فوج پیدا ہو گی جو ہمارے لئے قربانی کے بکروں کا کام دے گی۔

غیر یہودی ریاستوں کی آزادی کے دوران تو ہمارے لئے مفید ثابت ہوتا ہے لیکن ہمارے دور اقتدار میں یہ ناپسندیدہ قرار پائیں گے۔

غیر یہود کے خالص حیوانی ذہنوں اور غیر ترقی یافتہ فکر کا اظہار اس امر سے ہوتا ہے کہ وہ ہمارے ہی قرضے اتارنے کے لئے ہم ہی سے سودی قرض لے رہے ہیں لیکن انہوں نے یہ کبھی نہیں سوچا کہ ہمارا حساب کتاب چکانے کے لئے انہیں اپنے وسائل سے مطلوبہ روپیہ پیدا کرنا چاہئے۔ اس سے زیادہ سہل اور آسان امر کیا ہو سکتا ہے کہ انہیں اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے یہ رقم اپنے ہی عوام سے لینی چاہئے۔ لیکن یہ ہمارے عبقری اور ذہین رہنماؤں کا کمال ہے کہ انہوں نے قرضوں کے معاملے کو ان کے سامنے اس طرح پیش کیا ہے کہ انہیں اس میں اپنا ہی فائدہ نظر آتا ہے۔

وقت آنے پر ہم اپنا حساب کتاب ان تجربات کی روشنی میں کریں گے جو ہم نے صدیوں ان غیر یہود پر کئے ہیں۔ ہمارے اکاؤنٹس بالکل غیر مبہم اور واضح ہوں گے ہر شخص انہیں دیکھ کر ایک ہی نظر میں اس سلسلے میں ہماری اصلاحات اور ہمارے اختراعی ذہن کی برتری کا دلی طور پر قائل ہو جائے گا۔ یہ حساب کتاب ان خرابیوں کا بھی قلع قمع کر دے گا جن کے باعث غیر یہود کو ہمارے زیر بار ہونا پڑا ہے ہماری ریاست ایسی خرابیوں کو اپنے ہاں برداشت نہیں کرے گی۔

ہمارا حساب کتاب کا نظام ایسی بنیادوں پر استوار ہو گا کہ حکومت کے ایک ادنیٰ ترین ملازم سے لے کر حکمران اعلیٰ تک کوئی شخص چھوٹی سے چھوٹی رقم بھی غبن نہ کر سکے گا اور نہ فنڈز کو طے شدہ مد سے ادھر ادھر خرچ کر سکے گا' اگر ایسی حرکت کرے گا تو اس کی حرکت فوراً" نوٹس میں آجائے گی۔

واضح مقاصد کو پیش نظر رکھے بغیر کوئی حکومت نہیں چلائی جا سکتی۔ غیر معینہ وسائل کے ساتھ غیر معینہ راستہ اختیار کرنے والے اگر دیوتاؤں کی سی قوت رکھتے

ہوں تب بھی تباہ ہو جاتے ہیں۔ غیر یہود حکمران جو ہمارے مشوروں کے محتاج ہوا کرتے تھے ہمارے مشوروں سے رنگ رلیوں میں مصروف ہوئے' امور سلطنت سے ان کی توجہ ہٹی اور رسمی تکلفات' آداب مجلس کے گورکھ دھندوں اور تفریحی پروگراموں پر چل کھڑے ہوئے۔ انہیں ان کاموں میں منہمک پا کر وہاں در پردہ حکمرانی ہم ہی کرتے رہے ہیں۔ امور سلطنت میں ان کی نمائندگی کرنے والے منظور نظر درباریوں کے لئے اکاؤنٹس وغیرہ ہمارے ایجنٹ ہی تیار کرتے ہیں اور ان کوتاہ اندیش ذہنوں کو اس بات پر مطمئن کر دیتے ہیں کہ مستقبل میں کافی بچتیں (Savings) ہونے والی ہیں' آخر یہ بچتیں کہاں سے ہوں گی؟ کیا نئے ٹیکس لگانے پڑیں گے۔ یہ سوالات تو پوچھے جا سکتے ہیں لیکن ہمارے تیار کردہ اکاؤنٹس اور منصوبوں کا "مطالعہ" کرنے والوں نے یہ پوچھنے کی کبھی ضرورت ہی محسوس نہیں کی۔ اور آپ یہ بات بخوبی جانتے ہیں کہ یہ لوگ اپنی اپنی ناعاقبت اندیشیوں اور لاپروائیوں کی وجہ سے کیسی مالیاتی تباہیوں سے دوچار ہوئے اور اپنے عوام کی محنت اور بے پناہ صنعتی صلاحیت کو ضائع کر بیٹھے ہیں۔

○

پروٹوکول: 20

مالیاتی پروگرام

اہم نقاط: مالیاتی پروگرام' ترقیاتی ٹیکس' سٹیمپ ڈیوٹی' سودی دستاویزات' کاؤنٹنگ کا طریقہ' فضول رسموں کا خاتمہ' سرمائے کا انجماد' کرنسی نوٹوں کا اجراء' زر کا معیار' افرادی قوت کا معیار' سرکاری قرضے' صنعتی حصص' غیر یہودی حکمران' درباری مخلوق پر نوازشات' فری میسن کے ایجنٹ۔

آج ہم مالیاتی پروگرام پر گفتگو کریں گے جسے انتہائی مشکل اور پیچیدہ ترین ہونے کی وجہ سے میں نے اپنی رپورٹ کے آخری حصے تک ملتوی کر رکھا ہے۔ یہ ہمارے منصوبوں کا فیصلہ کن اور اہم ترین پہلو ہے۔ اس سلسلے میں بحث و تمحیص سے پیشتر میں آپ کو یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ اس کا ذکر میں پہلے بھی اشارۃ" کر چکا ہوں جب میں نے یہ کہا تھا کہ تمام سرگرمیاں اعداد و شمار کی روشنی میں متعین ہوں گی۔

اقتدار اعلیٰ کی باگ ڈور سنبھالنے پر ہماری مطلق العنان حکومت ذاتی تحفظ و بقا کے اصول کے تحت عوام پر بھاری ٹیکسوں کا بوجھ لادنے کی احمقانہ پالیسی سے احتراز کرے گی۔ وہ اس اصول کو ملحوظ رکھے گی کہ اس کا کردار ایک باپ اور محافظ کا سا ہونا چاہئے لیکن چونکہ ریاست کی تنظیم اور اس کا نظم و نسق چلانے پر بھاری اخراجات اٹھتے ہیں' اور اس مقصد کے لئے سرمائے کا حصول بہرحال لازمی ہے لہٰذا ہماری حکومت اس معاملے سے متعلق اصول توازن کی تفصیلات طے کرتے وقت خصوصی احتیاط سے کام

لے گی۔

ہماری حکومت میں بادشاہ کو اس قانونی مفروضے کو عملی جامہ پہنانے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی کہ ریاست کی ہر شے حکمران کی ملکیت ہوتی ہے۔ اس لئے وہ گروش زر میں باقاعدگی پیدا کرنے کے لئے ہر قسم کی رقوم بحق سرکار ضبط کر سکے گا۔ اس سے خود بخود یہ بات بھی نکلتی ہے کہ جائداد پر ترقیاتی ٹیکس لگانا ہی کافی ہو گا کسی جائداد پر "فیصد ٹیکس" عائد کر کے لوگوں کی معاشی حالت کو زیر بار کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ دولتمندوں کو اس امر سے آگاہ ہونا چاہئے کہ یہ ان کا فرض بنتا ہے کہ وہ اپنی فاضل دولت مملکت کے حوالے کر دیں کیونکہ انہیں اپنی جائداد کے تحفظ اور "جائز" منافع کمانے کے حق کی ضمانت مملکت کی جانب سے ہی ملنا ہے۔ میں نے "جائز" کا لفظ استعمال کیا ہے کیونکہ جائداد پر ریاستی کنٹرول قانونی ڈکیتی کے امکانات کو ختم کر دے گا۔

یہ سماجی اصلاح اوپر سے آنی چاہئے' اب اس کا وقت آ گیا ہے کہ اصلاح کا آغاز بالائی طبقے سے ہو' اس سے امن عامہ کی بھی ضمانت ملے گی جو ایک ناگزیر امر ہے۔ غریبوں پر ٹیکس لگانا ان کے اندر انقلاب کے بیج بونے کے مترادف ہے۔ بڑے بڑے سرمایہ داروں کو نظر انداز کر کے پسے ہوئے عوام کو شکار بنانے سے مملکت پر تباہ کن اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس سرمایہ داروں پر ٹیکس عائد کرنے کی پالیسی' دولت کے غیر سرکاری ہاتھوں میں ارتکاز کو روکتی ہے جن میں. آجکل ہم نے اسے مرتکز کر رکھا ہے۔ تاکہ غیر یہودی طاقت کے مقابلے میں توازن کا کام دے' یعنی اسے کمزور کر دے..... حکومتی طاقت سے مراد ان کے مالی وسائل ہیں۔

ٹیکسوں کی اہمیت

موجودہ انفرادی یا پرائیوٹ ٹیکس کے مقابلے میں بڑھتے ہوئے سرمائے پر فیصد تناسب

سے ٹیکس لگانے سے بہت زیادہ آمدنی حاصل ہوتی ہے موجودہ پراپرٹی ٹیکس ہمارے لئے اس لحاظ سے مفید ہے کہ اس سے غیر یہود میں بے چینی اور اضطراب پیدا ہوتا ہے۔ ہمارے بادشاہ کی قوت کا انحصار معاشی توازن اور امن عامہ کی ضمانت پر ہو گا لہٰذا اس مقصد کے حصول اور ریاست کے نظم و نسق کی بہتری کے لئے لازم ہو گا کہ سرمایہ دار اپنی آمدنی کا ایک حصہ ریاست کے حوالے کر دیں۔ تاکہ ملکی ضروریات انہی لوگوں کی جیب سے پوری کی جائیں جو اس کے متحمل ہو سکیں اور کسی قسم کا بوجھ بھی محسوس نہ کریں۔ اس اقدام سے دولتمند طبقے کے خلاف غریبوں کی نفرت بھی ختم ہو جائے گی اور وہ اسے ملکی امن و سلامتی اور عوامی فلاح و بہبود کا ضامن سمجھیں گے کیونکہ وہ اس امر کے خود شاہد ہوں گے کہ ریاست کے ان اعلیٰ و ارفع مقاصد کے لئے ضروری وسائل یہی طبقہ فراہم کر رہا ہے۔

تاج و تخت کے مصارف اور انتظامی اداروں پر اٹھنے والے خرچ کے سوا' دیگر تمام اخراجات کا مکمل حساب کتاب تعلیم یافتہ طبقے کی رسائی میں ہو گا تاکہ وہ ٹیکسوں سے پریشان اور بددل نہ ہوں۔

حکمران طبقے کی جائداد

ہمارے حکمران کی کوئی ذاتی جائداد نہیں ہو گی کیونکہ ساری ریاست اس کی وراثت ہوتی ہے۔ لہٰذا اس کا ذاتی جائداد بنانا اس اصول سے متناقض ہو گا' بادشاہ کا ذاتی آمدنی کا مالک ہونا ملکیت عامہ میں اس کے حقوق کو ختم کر دے گا۔ بادشاہ اور اس کے تمام رشتہ داروں کو ریاستی ملازمین کی صفوں میں شامل ہونا پڑے گا۔ یا حق جائداد حاصل کرنے کے لئے انہیں کوئی اور کام کرنا ہو گا۔ شاہی خون کا یہ مطلب نہیں کہ یہ لوگ سرکاری خزانے پر اللے تللے کرتے رہیں۔

ترقیاتی ٹیکس

جائیداد کی خریداری' روپے کی وصولی یا وراثت پر سٹامپ ٹیکس لگایا جائے گا۔ جائیداد منقولہ ہو یا غیر منقولہ جس شخص کے نام پر رجسٹر ہو گی اگر اس نے ٹیکس کی ادائیگی کے مکمل ثبوت کے بغیر کسی اور کو منتقل کر دی تو اسے جائیداد کی تاریخ منتقلی سے لے کر اس کا سراغ لگنے کی تاریخ تک اس ٹیکس پر سود بھی ادا کرنا پڑے گا۔ انتقال کے کاغذات ہر ہفتے مقامی دفتر خزانہ میں پیش کرنا لازمی ہوں گے جن میں اس جائداد کے سابق اور نئے مالک کے نام' القاب اور مستقل رہائش کا پتہ درج ہو۔

ناموں کی رجسٹریشن کے ساتھ اس قسم کے انتقال کے لئے رقم کی ایک حد مقرر کی جائے گی جو روزمرہ کی ضروریات زندگی پر اٹھنے والے اخراجات سے زائد ہو گی۔ ٹیکس کی زد میں آنے والی رقوم کی ادائیگی اسی صورت میں ممکن ہو گی جب ان پر مقررہ فی صد کے حساب سے سٹامپ پیپروں کی شکل میں ٹیکس ادا کر دیا جائے۔ آپ ذرا اندازہ تو کیجئے کہ اس قسم کے ٹیکسوں سے ہمیں غیر یہود ریاستوں کے مقابلے میں کتنے گنا زائد آمدنی ہو گی۔

گردش زر

سرکاری خزانے کو محفوظ رقوم کی ایک خاص مقدار رکھنا ہو گی۔ اس حد سے زائد جتنی رقم وصول ہو گی اسے گردش میں ڈال دیا جائے گا۔ تعمیر عامہ کے کام اسی رقم سے شروع کئے جائیں گے۔ یہ تعمیرات مزدور طبقہ کو حکومت اور حکمرانوں کے مفادات سے قریب تر کر دیں گی اس رقم کا ایک حصہ مختلف ایجادات کے موجدوں اور پیداوار بڑھانے والوں کو انعامات دینے کے لئے مخصوص کر دیا جائے گا۔ ایک خاص حد' جو غور و فکر کے بعد مقرر کی جائے گی' سے زائد روپیہ کسی صورت میں سرکاری خزانوں میں نہیں رکھا جائے گا' کیونکہ روپیہ ہوتا ہی گردش کے لئے ہے۔ کیونکہ گردش میں رکاوٹ سرکاری مشینری کے کام کو بری طرح متاثر کرتی ہے جس کے لئے یہ تیل

(Lubricant) کا کام دیتا ہے۔ تیل میں کمی یا رکاوٹ کی وجہ سے مشین کے کل پرزے باقاعدگی سے کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔

تبادلے کے ٹوکن (یعنی سکے اور کرنسی نوٹ) کی بجائے سودی تمسکات (Interest-Bearing Paper) کے رواج نے یہی صورت حال پیدا کر رکھی ہے جس کے نتائج سب کے سامنے ہیں۔

ہم ایک کورٹ آف اکاؤنٹس بھی قائم کریں گے جو مملکت کی آمدنی اور اخراجات کی مکمل جانچ پڑتال کرے گی۔ اس کے ذریعہ حکمران مالی معاملات سے ہر وقت باخبر رہے گا لیکن ان معاملات میں ماہ رواں کا حساب کتاب جو تیاری کے مرحلے میں ہو گا اور گزشتہ ماہ کا حساب جو ابھی وصول نہیں ہوا ہو گا' اس کورٹ کے پاس موجود نہیں ہو گا۔

واحد شخص جسے ریاست کی لوٹ کھسوٹ سے کوئی دلچسپی نہیں ہو سکتی وہ ریاست کا مالک یا حکمران ہی ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے اس کا ذاتی کنٹرول ریاستی مالیات میں کسی قسم کی بدعنوانی یا فضول خرچی کے ہر امکان کو ختم کر دے گا۔

استقبالیہ تقریبات

حکمران کا استقبالیہ کاموں میں بہت سا وقت ضائع ہو جاتا ہے' اس لئے ان تقریبات میں شرکت سے روک دیا جائے گا تاکہ اسے نظم و نسق کو کنٹرول کرنے اور انتظامی معاملات پر غور و فکر کے لئے کافی وقت مل سکے۔ اس طرح اس کی قوت ابن الوقت قسم کے مداحوں اور خوشامدیوں میں اٹھنے بیٹھنے پر خرچ ہونے سے بچ جائے گی' ان درباری مزاج کے لوگوں کو ریاستی مفادات سے کوئی غرض نہیں ہوتی صرف اپنی چھوٹی چھوٹی خواہشوں کی وجہ سے حکمران کے گرد منڈلاتے رہتے ہیں۔

غیر یہود کے لئے اقتصادی بحران

ہم نے سرمائے کو گردش سے نکال کر غیر یہود کے لئے متعدد معاشی بحران پیدا

کئے ہیں۔ ریاستوں سے زر کی واپسی کے باعث سرمایہ کے بڑے بڑے ذخیرے جامد ہو کر رہ گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے ریاستوں کو قرضوں کا سہارا لینا پڑا ہے۔ ان قرضوں نے حکومت کی مالیات کو سود کے بوجھ تلے دبا دیا ہے نتیجتاً" حکومتیں ان سرمایوں کی محض غلام بن کر رہ گئی ہیں۔ صنعت چھوٹے صنعتکاروں کی بجائے بڑے بڑے سرمایہ داروں کے ہاتھ میں مرتکز ہو گئی ہے۔ اس طرح عوام اور حکومت دونوں کا سرمایہ سمٹ کر ان سرمایہ داروں کی تجوریوں میں پہنچ چکا ہے۔

زر کا موجودہ اجراء بالعموم فی کس ضروریات کے مطابق نہیں۔ اس لئے مزدوروں کی تمام ضروریات کماحقہ' پوری نہیں ہو رہیں۔ حالانکہ زر کا اجراء آبادی میں اضافے کے تناسب سے ہونا چاہئے۔ اس لئے بچوں کو بھی ان کے یوم پیدائش سے ہی صارفین زر میں شمار کیا جانا چاہئے۔ اجرائے زر کا مسئلہ ساری دنیا میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

طلب زر

آپ کو یقیناً معلوم ہو گا کہ سونے کو بطور معیار زر اختیار کرنے والی تمام ریاستیں تباہی سے ہمکنار ہو چکی ہیں۔ کیونکہ یہ سونا' طلب زر پوری کرنے سے قاصر رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے حتی الامکان سونے کی کافی مقدار گردش سے نکال لی ہے۔

ہم اپنی مملکت میں "ورکنگ مین پاور" کے مصارف کو معیار بنائیں گے خواہ اسے کاغذ یا لکڑی کی صورت میں رائج کیا جائے یا اشیائے ضرورت کی صورت میں متعین کیا جائے۔ ہر بچے کی پیدائش پر زر کی مقدار میں اضافہ کر دیا جائے گا اور ہر موت پر اس میں کمی کر دی جائے گی۔ ہر محکمہ (فرانسیسی ڈویژن) اور ہر سرکل اپنے باقاعدہ اکاؤنٹس رکھنے کا ذمہ دار ہو گا۔ سرکاری ضروریات کے لئے واجبات کی ادائیگیوں میں تاخیر سے بچنے کے لئے متعلقہ رقوم اور شرائط کا تعین بادشاہ کی صوابدید پر ہو گا۔ اس طریق کار

سے کوئی وزارت ایک ادارے کے تحفظ کی خاطر دوسرے ادارے کو نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔

ہم غیر یہود کے مالیاتی اداروں اور ان کی کارکردگی میں ایسے انداز میں' اصلاحات نافذ کریں گے کہ سنسنی نہیں پھیل سکے گی۔ ان قوموں نے بے قاعدگیوں اور بے اصولیوں کے باعث اپنی معیشت کو جس صورت حال سے دوچار کر رکھا ہے اس کی اصلاح بے حد ضروری ہو گئی ہے۔ ہم ان پر یہ بات واضح کر دیں گے کہ ان کی پہلی غلطی سال بھر کے لئے ایک ہی بجٹ بنانا ہے۔ جو سال بہ سال مندرجہ وجوہ کی بنا پر بڑھتا ہی چلا جاتا ہے:

"یہ بجٹ نصف سال ہی میں ختم ہو جاتا ہے' پھر ضروریات پوری کرنے کے لئے ایک اور بجٹ بنانا پڑ جاتا ہے جو تین ماہ ہی میں خرچ ہو جاتا ہے۔ بعدازاں ضمنی بجٹ لانا پڑتا ہے۔ اس کارروائی کا نتیجہ ایک دیوالیہ (Liquidation) بجٹ کی صورت میں برآمد ہوتا ہے۔ لیکن اگلے سال کا بجٹ چونکہ پچھلے سال کے بڑھے ہوئے اخراجات کو سامنے رکھ کر بنایا جاتا ہے اس لئے اس میں ابتداء ہی میں 50 فیصد اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس طرح دو سال کے عرصہ میں یہ تگنا ہو جاتا ہے۔ غیر یہودی ریاستوں کے خزانے انہی بے احتیاطیوں اور غلطیوں کے باعث خالی ہوئے ہیں۔ قرضوں کی مدت بڑھتی چلی جاتی ہے: یہ چیز بچتوں کو نگل جاتی ہے لہٰذا یہ ریاستیں کنگال ہو چکی ہیں۔

آپ سمجھ سکتے ہیں کہ ہم اس قسم کی اقتصادی غلطیاں نہیں کریں گے۔ غیر یہود کو یہ طریقے تو ہم نے خود سکھائے اور سمجھائے ہیں (تاکہ وہ اقتصادی طور پر کبھی آزاد نہ ہو سکیں)

اندرونی و بیرونی قرضے

کسی بھی قسم کا قرضہ لینا حکومت کی کمزوری کا ثبوت ہوتا ہے۔ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ریاست کے حقوق کو صحیح طور پر سمجھا نہیں گیا۔ قرضے ایک ننگی تلوار کی طرح حکمرانوں کے سروں پر لٹکتے رہتے ہیں جو کہ اپنی رعایا سے ایک عارضی ٹیکس لگا کر رقم حاصل کرنے کی بجائے ہمارے بنک کاروں کے سامنے ہاتھ پھیلا کر بھیگ مانگنے آ جاتے ہیں۔ غیر ملکی قرضے ایسی جونکیں ہیں جن کو ریاست کے جسم سے الگ کرنا ممکن نہیں۔ ماسوائے اس کے کہ یہ خود ہی الگ ہو جائیں یا متعلقہ ریاست انہیں اتار پھینکے لیکن غیر یہودی ریاستیں انہیں کسی طرح بھی پھینکنے کو تیار نہیں ہوتیں بلکہ اپنے اوپر مزید قرضوں کا بوجھ بڑھاتی رہتی ہیں تاکہ اپنے جسم کا سارا خون نچڑ جانے سے وہ مکمل طور پر تباہ ہو جائیں۔

قرضہ اور بالخصوص غیر ملکی قرضہ' دراصل کسی حکومت کی طرف سے جاری شدہ ایک ہنڈی (Bill of Exchange) ہوتی ہے۔ جس میں قرضے کی رقم مع سود ادا کرنے کی ذمہ داری قبول کر لی جاتی ہے۔ اگر شرح سود 5 فیصد ہو تو مقروض حکومت 20 سال کے عرصہ میں اصل زر کے برابر صرف سود ہی ادا کر دیتی ہے۔ 40 سال میں یہ رقم دو گنا اور 60 سال میں تین گنا ہو جاتی ہے اس کے باوجود بھی اصل قرضہ سر پر ہی رہتا ہے۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ متعلقہ حکومت اپنے غریب عوام پر ٹیکس اس لئے لگاتی ہے کہ وہ ان غیر ملکی دولتمندوں سے اپنا حساب کتاب طے کر سکے جن سے اس نے قرضے لئے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان قرضوں کے لئے اپنی رعایا پر فی کس ٹیکس لگا کر ان سے آخری سکے بھی نکلوا لیتی ہے۔ حالانکہ اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے یہی سکے اکٹھے کر کے سود سے بچا سکتا تھا۔

جب تک قرضے مقامی نوعیت کے' بہ الفاظ دیگر ملکی رہے اس وقت تک غیر یہود نے ان قرضوں کے ذریعہ صرف یہ کیا کہ روپیہ غریبوں سے لے کر امیروں کی جیب میں ڈال دیا لیکن جب ہم نے اپنے ایجنٹوں اور کرائے کے ٹٹوؤں کے ذریعہ غیر ملکی قرضوں کو رواج دیا تو ریاستوں کی تمام دولت سمٹ کر ہماری تجوریوں میں آنا شروع ہو گئی اور تمام غیر یہود ہمیں رعایا کی طرح خراج (سود) دینے لگے۔

یہ ٹھیک ہے کہ غیر یہود حکومتیں' اپنے سطح بیں بادشاہوں' نااہل وزیروں اور کم فہم سرکاری عہدیداروں کی وجہ سے' ہماری مقروض بن گئیں اور یہ قرضے اب ادا کرنا' ان کے بس میں نہیں رہا' لیکن یہ سب کچھ یونہی نہیں ہو گیا' اس مقصد کے لئے ہمیں آگ اور خون کے دریاؤں میں سے گزرنا پڑا ہے اور ہم نے روپیہ پانی کی طرح بہا کر یہ حالات پیدا کئے ہیں۔

جہاں تک ہمارا اپنا تعلق ہے ہم سرمائے کے انجماد کی اجازت نہیں دیں گے۔ اس لئے ہماری حکومت میں کوئی سرکاری قرضے یا تمسکات نہیں ہوں گے سوائے ایک فیصد سیریز کے (یعنی ہم ایسے چھوٹے چھوٹے قرضوں کا سلسلہ جاری رکھیں گے جن پر صرف ایک فیصد سالانہ سود دینا پڑے گا) اس سے ان جونکوں کو بھی کچھ حاصل نہیں ہو گا جو ریاست کی ساری طاقت چوس لیتی ہیں۔ سودی تمسکات کے اجراء کا حق صرف صنعتی کمپنیوں کو دیا جائے گا جن کے لئے منافع کی رقم میں سے سود ادا کرنا مشکل نہیں ہو گا۔ حکومت تو ان کمپنیوں کی مانند قرضوں پر منافع نہیں کماتی۔ وہ ملکی اخراجات پورے کرنے کے لئے قرض اٹھاتی ہے' کاروباری منصوبوں میں لگانے کے لئے نہیں اٹھاتی۔ اس وقت حکومتوں کو مختلف قرضوں پر سود کی صورت میں خراج ادا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن ہماری حکومت خود صنعتی کمپنیوں کے جاری کردہ تمسکات خریدے گی۔ اس طرح اس کی حیثیت قرض دہندہ میں تبدیل ہو جائے گی۔ اس اقدام سے سرمائے کے انجماد' مفت کی نفع خوری اور سستی و کاہلی کا قلع قمع ہو جائے گا۔ ان عیوب کا وجود

پروٹوکول: 21

قرضے اور سرمایہ

اہم نقاط : ملکی قرضے، واجبات اور ٹیکس، مبادلہ، دیوالیہ، سیونگز بنکس اور سرکاری سود، زر کی منڈیوں کا خاتمہ اور مصنوعات کی قیمتوں کا تعین۔

گزشتہ اجلاس کے دوران، میں نے کچھ معروضات آپ کے سامنے پیش کی تھیں، اب میں اندرونی (ملکی) قرضوں کی تفصیلی طور پر وضاحت کروں گا۔ بیرونی قرضوں کے بارے میں مجھے زیادہ کچھ نہیں کہنا ہے۔ کیونکہ ہمیں غیر یہود کے روپیہ سے انہی قرضوں نے مالا مال کیا ہے لیکن ہماری ریاست کے لئے کوئی چیز غیر ملکی نہیں ہو گی بلکہ ہم ہر لحاظ سے خود کفیل ہوں گے۔

ہم نے غیر یہود حکومتوں کو قرضے دے کر (جن کی حقیقتاً انہیں ضرورت نہ تھی) کئی گنا نفع کمایا اور ان کی انتظامیہ کے افسروں کی رشوت خوری اور حکمرانوں کی ضمیر فروشی اور نااہلی سے فائدہ اٹھایا۔ کیا ہم کسی اور کو اپنے ساتھ ایسا کھیل کھیلنے کی اجازت دے سکتے ہیں؟ لہٰذا میں صرف ملکی قرضوں کو ہی زیر بحث لاؤں گا۔

مختلف ریاستیں جب اپنے کسی قرضے کا اعلان کرتی ہیں تو اپنی ہنڈیاں (Bills of Exchange) یعنی سودی تمسکات کو فروخت کے لئے پیش کرتی ہیں۔ قیمتوں کے تعین کے لئے ان کو 100 سے لے کر 1000 حصوں تک تقسیم کیا جاتا ہے اور اولین خریداروں کو کچھ ڈسکاؤنٹ دیا جاتا ہے۔ اس کے اگلے روز مصنوعی طریقوں سے

ان کی قیمت میں اضافہ کر دیا جاتا ہے جس کی وجہ یہ ظاہر کی جاتی ہے کہ ہر شخص انہیں خریدنے کے لئے دوڑ دھوپ کر رہا ہے۔ چند ہی روز میں خزانے کی تجوریاں بھر جاتی ہیں اور ان کے پاس ضرورت سے زیادہ رقم جمع ہو جاتی ہے۔ (آخر یہ رقم وصول کیوں کی جاتی ہے) مطلوبہ قرض کی کل رقم سے زائد روپے کی وصولی ہی میں اس سارے ناٹک کا راز مضمر ہے۔ کیونکہ اس طرح متعلقہ حکومتیں شیخی بگھار سکتی ہیں، دیکھئے! سرکاری تمسکات پر لوگوں کو کتنا اعتماد ہے۔

اس ڈرامے کا یہ مضحکہ خیز مرحلہ گزر جانے کے بعد یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ ایک ایسا قرضہ لے لیا گیا ہے جس کی ادائیگی انتہائی تکلیف دہ ہے کیونکہ پھر اس کا صرف سود ادا کرنے کے لئے نئے قرضے لینا پڑتے ہیں جس سے اصل قرضے میں کمی کی بجائے اضافہ ہو جاتا ہے۔ جب یہ نیا قرضہ بھی ختم ہو جاتا ہے تو اس قرضے کی نہیں بلکہ اس کے سود کی ادائیگی کے لئے نئے نئے ٹیکس لگانا پڑ جاتے ہیں۔ یہ ٹیکس بذات خود ایک قرضے کی حیثیت رکھتے ہیں۔

بعدازاں ان قرضوں کو دوسرے قرضوں میں تبدیل کرنے کی نوبت آ جاتی ہے لیکن اس طرح اصل زر کی وصولی تو نہیں ہوتی البتہ سود کی شرح میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں اس قسم کے تبادلے قرض خواہوں کی منظوری کے بغیر ہو بھی نہیں سکتے۔ اسی لئے تبادلے کے اعلان کے ساتھ ہی ان لوگوں کو روپیہ واپس کرنے کی پیشکش کی جاتی ہے جو نئے تمسکات (Bills of Exchange) خریدنے سے انکاری ہو جائیں اور اپنے روپے کی واپسی پر اصرار کر رہے ہوں۔ اس پر حکومت اپنے ہی بچھائے ہوئے جال میں پھنس سکتی ہے۔ خوش قسمتی سے غیریہود حکومتوں کے عوام نے جو مالی امور سے واقفیت رکھتے ہیں ہمیشہ نئی سرمایہ کاری پر مبادلے کے نقصانات اور سود میں کمی قبول کرنے کو ترجیح دی ہے اور اس طرح حکومتوں کو بارہا اپنے کندھوں سے لاکھوں روپے کے قرضوں کا بوجھ اتارنے کے قابل بنا دیا ہے۔

آجکل غیر ملکی قرضوں کے ساتھ غیر یہود' ایسی چالیں نہیں چل سکتے کیونکہ انہیں خوب معلوم ہے کہ اس صورت میں ہم اپنے تمام روپے کی واپسی کا مطالبہ کر دیں گے۔ اسی طرح مسلمہ دیوالیہ پن سے مختلف ممالک پر یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو جائے گی کہ وہاں کے فرماں رواؤں اور عوامی مفادات کے درمیان کوئی قدر مشترک نہیں۔

خاص نقطہ

میں اب آپ سے اس نقطے پر غور کرنے کی درخواست کرتا ہوں اور ذیل کے حقائق پر خصوصی توجہ دینے کی استدعا کرتا ہوں۔

"آج کل تمام اندرونی قرضوں کو نام نہاد التوائی قرضوں (Flying Loans) میں مجتمع (Condolidate) کر لیا جاتا ہے۔ یعنی ایسے قرضے جن کی میعاد ادائیگی کم و بیش یکساں ہوتی ہے' سیونگز بنکوں میں ادا شدہ رقموں اور محفوظ سرمائے سے بنتے ہیں۔ اگر یہ عرصے تک حکومت کے پاس پڑے رہیں تو یہ غیر ملکی قرضوں کا سود ادا کرنے کے کام آتے ہیں اور انہیں پورا کرنے کے لئے متوازی رقوم مہیا کرنا پڑتی ہیں۔ اور یہی وہ آخری رقوم ہیں جو غیر یہود کے سرکاری خزانوں کی درزوں کے لئے پیوند کاری کا کردار ادا کرتی ہیں۔"

ہم جب دنیا کی حکومت پر متمکن ہوں گے تو ہم اس قسم کے تمام مالیاتی و غیر مالیاتی جھگڑوں کو ختم کر دیں گے کیونکہ یہ ہمارے مفاد میں نہیں ہوں گے۔ ہم زر کی منڈیوں کا بھی خاتمہ کر دیں گے کیونکہ قیمتوں کا اتار چڑھاؤ حکومت کے وقار کو کم کر دیتا ہے۔ ہم اشیاء کی قیمتیں قانوناً مقرر کر دیں گے تاکہ ان میں آئے دن کی بیشی نہ ہوتی

رہے۔ (قیمتیں بڑھانے سے ہمیں انہیں گھٹانے کا بہانہ مل جاتا ہے۔ یہی رویہ ہم نے غیر یہود کی قیمتوں کے بارے میں ابتداء میں اختیار کیا تھا)

ہم زر کی منڈیوں کی جگہ قرض کے لین دین کے لئے شاندار سرکاری ادارے قائم کریں گے جن کا مقصد حکومت کے نظریات کی روشنی میں صنعتی اشیاء کی قیمتیں مقرر کرنا ہو گا۔ یہ ادارے ایک ہی دن کے اندر پانچ سو ملین کے صنعتی تمسکات کو ایک ہی دن خرید لینے یا فروخت کر سکنے کی پوزیشن میں ہوں گے۔ اس طرح تمام سرگرمیوں کا انحصار ہم پر ہو گا' آپ خود تصور کریں کہ اس طرح ہم کتنی عظیم طاقت کے مالک بن جائیں گے۔

پروٹوکول: 22

قوت زر

اہم نقاط : مستقبل کا راز' بہت سے ممالک کی موجودہ برائیاں آئندہ کی بہبود کی بنیاد ہیں' طاقت کا دائرہ اور اس کی متصوفانہ پرستش۔

اب تک ہم نے آپ کو جو کچھ بتایا ہے' اس میں ماضی' حال اور مستقبل کے متعدد اسرار و رموز اور واقعات کی تصویر پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے' مستقبل قریب میں پیش آنے والے واقعات بھی بتائے گئے ہیں' نیز غیر یہود سے ہمارے تعلقات اور مالی معاملات سے بھی آپ کو آگاہ کر دیا گیا ہے' اس موضوع پر مجھے کچھ اور بھی کہنا ہے۔

آج ہمارے ہاتھ میں وقت کی اہم ترین قوت' سونا ہے۔ دو دن کے اندر ہم جتنا سونا چاہیں اپنے گوداموں سے باہر لا سکتے ہیں۔

اس بات کے لئے مزید کسی ثبوت کی ضرورت نہیں ہے کہ خدا نے حکومت ہمارے لئے مقدر کر دی ہے۔ اتنی عظیم دولت و ثروت کے ساتھ ہم یہ بات ثابت کر سکتے ہیں کہ اب تک ہم جو لڑائیاں کرتے رہے ہیں ان کا آخری نتیجہ ایک حقیقی فلاح ہے یعنی یہ کہ ہر چیز کو ایک نظم و ضبط کے تحت لایا جائے۔ اگرچہ اس کے لئے ہمیں کچھ تشدد کرنا پڑے گا لیکن حکومت بہرحال قائم ہو کر رہے گی۔ ہم یہ ثابت کر دکھائیں گے کہ ہم ہی انسانیت کے سچے خیر خواہ ہیں جنہوں نے انتشار و افتراق سے پارہ پارہ کرۂ ارض کو حقیقی فلاح سے آشنا کیا ہے۔ زخموں سے چور چور اور پسی ہوئی نوع انسانی کو شخصی آزادی کا تحفہ دیا ہے۔ ہم اس کا بھی اہتمام کریں گے کہ انسان اپنے

اپنے مراتب و مناصب اور وقار کو ملحوظ رکھتے ہوئے شخصی آزادی کی نعمت سے لطف اندوز ہو سکیں۔ لیکن ان کے لئے ہمارے مرتب کردہ قوانین کی پابندی لازم ہو گی۔ کیونکہ آزادی کا مفہوم نہ تو انتشار و افتراق ہے اور نہ بے راہ روی اور بے لگامی ہے۔ اس سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ کوئی شخص لوگوں کے سامنے نفرت انگیز تقریریں کر کے لوگوں کو مشتعل اور بے لگام کر دے۔ بے قابو ہجوم آمادۂ فساد و سرکشی ہو جائے۔ حقیقی آزادی سے مراد ہر شخص کی عزت و ناموس کا تحفظ' روزمرہ کے قوانین کی پابندی و احترام' دوسروں کے حقوق پورے کرنا اور اپنے فرائض ادا کرنا ہے۔

ہماری حکومت ہمہ مقتدر ہونے کے باعث انتہائی جاہ و جلال کی مالک ہو گی جو فرماں روائی بھی کرے گی اور رہنمائی بھی۔ ہم ان لیڈروں اور مقرروں کی طرح پراگندہ خیالی کا شکار نہیں ہوں گے جو چیخ چیخ کر بے معنی الفاظ دوہراتے رہتے ہیں۔ ہمارا دور اقتدار نظم و ضبط کی معراج ہو گا کیونکہ اسی میں انسانوں کی تمام مسرتیں پوشیدہ ہیں۔ ہماری حکومت کا ہالہ نور لوگوں کے ضمیر کو منور کر دے گا جس سے ان کے باطن کے اندر جذبہ اطاعت پیدا ہو گا اور تمام قومیں احساس خوف کے ساتھ اس کی عزت و تکریم کریں گی۔ حقیقی قوت کسی قسم کے حقوق کے ساتھ مصالحت یا سمجھوتہ کرنے پر رضا مند نہیں ہوتی۔ حتیٰ کہ خدا کے ساتھ بھی نہیں۔ کوئی بھی اس کے قریب آنے کی جرات نہیں کرتا بلکہ خوف و احترام کی وجہ سے اس سے دور دور ہی رہتا ہے۔

پروٹوکول: 23

اطاعت پر آمادگی

اہم نقاط: اشیائے تعیش کی پیداوار میں کمی' چھوٹے پیانے کی کثیر المقدار پیداوار' بے روزگاری' شراب نوشی کی ممانعت' پرانے سماج کا خاتمہ اور تعمیر نو' خدا کا محبوب کون؟

اقوام عالم کو اطاعت اور فرماں برداری کی عادی بنانے کے لئے ان میں عاجزی اور فروتنی کا جذبہ پیدا کرنا بے حد ضروری ہے' اس کے لئے ہمیں اشیائے تعیش کی پیداوار کم کرنا پڑے گی۔ اس طرح ہم ایسے اخلاق کو ترویج و ترقی دیں گے جو تعیشات کے دائرے میں مقابلے اور مسابقت کی وجہ سے پست ہو چکے ہیں۔ ہم چھوٹے پیانے کی خودکفیل پیداوار کی حوصلہ افزائی کریں گے جو بڑے بڑے صنعت کاروں کے نجی سرمائے تلے سرنگ بچھانے کے مترادف ہو گا۔ یہ اقدام اس لئے بھی ناگزیر ہے کہ بڑے بڑے صنعت کار شعوری یا غیر شعوری طور پر عوام کی سوچ کے دھارے کو بالعموم حکومت کے خلاف موڑنے میں بہت بڑا کردار ادا کرتے ہیں۔ خود کفیل گھریلو دست کاروں کو چونکہ بے روزگاری کا خطرہ نہیں ہوتا اس لئے وہ وقت کے معاشرتی نظام سے مطمئن رہتے ہیں' نتیجتاً حکومت کے ہاتھ مضبوط ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اس کے برعکس بے روزگاری حکومت کے لئے سب سے زیادہ تباہ کن چیز ہے۔ موجودہ حکومتیں بڑھتی ہوئی بے روزگاری کی وجہ سے کمزور ہو جائیں گی اور اقتدار ہمارے ہاتھ آنے تک بے روزگاری اپنا کام مکمل کر چکی ہو گی۔

ہم شراب نوشی کی سختی سے ممانعت کر دیں گے' کیونکہ اس کے زیر اثر انسان درندہ بن جاتا ہے۔ اور ہر گھناؤنا جرم نشے کے باعث سرزد ہو جاتا ہے۔ میں ایک بار

پھر کہوں گا کہ عوام صرف طاقتور حکومت کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ عوام کے سر ایسی حکومت کے سامنے ہی جھک سکتے ہیں جس کی قوت کا انحصار ان (عوام) پر نہ ہو۔ اور جو مکمل طور پر آزاد و خود مختار ہو۔ وہ ایسی ہی حکومت کو بیرونی حملہ آوروں سے دفاع سماجی شورشوں سے تحفظ کی ضمانت سمجھ سکتے ہیں۔ انہیں بادشاہ کی ملکوتی صفات سے کیا غرض؟ وہ تو اسے طاقت و قوت کا مجسمہ دیکھنا چاہتے ہیں۔

موجودہ خدا شناس اور شرپسند معاشروں کے حکمرانوں (جنہیں ہم پست ہمت بنا چکے ہوں گے) کی جگہ لینے کے لئے جو شخص ہمارا بادشاہ بنے گا اس کا سب سے پہلا قدم یہ ہو گا کہ وہ اس خدا ناشناسی کے ماحول اور شرپسندی کی آگ کو ہمیشہ کے لئے ٹھنڈا کر دے' اس لئے اسے موجودہ سوسائٹی کو مکمل طور پر تباہ کرنا ہو گا خواہ اس کے لئے اسے کتنی ہی خون ریزی کرنی پڑے۔ اس صورت میں اسے سوسائٹی کو از سر نو تعمیر کرنا ہو گا جس کے بعد وہ ہماری سوسائٹی کے خلاف اٹھنے والے ہر ہاتھ کو کاٹ دے گا۔

خدا کا یہ محبوب (یعنی بادشاہ) اس لئے چنا گیا ہے کہ وہ تمام اندھی بہری اور بہیمانہ قوتوں کو ختم کر دے جن کا عقل و منطق سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ یہ قوتیں اس وقت جبر و تشدد ڈاکہ زنی اور قتل و غارت کی وارداتیں کر کے فخر محسوس کرتی ہیں۔ انہوں نے معاشرتی اور سماجی نظام کی تمام صورتوں کو زیر و زبر کر دیا ہے تاکہ ان کے کھنڈرات پر یہودیوں کے بادشاہ کا تخت سلطانی تعمیر ہو سکے۔ لیکن اس کے اقتدار سنبھالتے ہی ان کا کردار ختم ہو جائے گا۔ انہیں اس کے راستے سے ہٹانا لازمی ہو جائے گا۔ اس راہ میں کسی بھی قسم کی کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہنی چاہیے۔

اس وقت ہم اقوام عالم کو یہ کہہ سکیں گے کہ خدا کا شکر ادا کرو اور اس کے سامنے جھک جاؤ جس کے قبضہ اقتدار میں انسانی تقدیر کی مہر ہے۔ جس کی طرف خود خدا نے ہمارے بادشاہ کی رہنمائی کی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں ان تمام قوتوں اور برائیوں سے نجات دی جن کا اوپر ذکر آ چکا ہے۔

○

پروٹوکول: 24

حکمرانی کی اہلیت

اہم نقاط: شاہ داؤد کی حکومت کا استحکام' بادشاہ کی تربیت' براہ راست ورثا کا تعین' بادشاہ اور اس کے تین نائب' بادشاہ بالکل آزاد ہو گا اور ہر قسم کی خارجی اور اخلاقی قدروں سے بے نیاز ہو گا۔

اب میں دنیا بھر میں شاہ داؤد کے خاندان کی حکومت کی جڑیں مضبوط کرنے کا طریق کار بیان کروں گا:

سب سے پہلے ہمیں اس مقصد کی طرف رجوع کرنا ہو گا جسے دنیا میں قدامت پرستی (Conservatism) کی روایات کو قائم کرنے کے لئے ہمارے فاضل رہنماؤں نے اپنایا۔ وہ اصول یہ ہے کہ انسانی فکر کی راہیں متعین کی جائیں۔

داؤد کی نسل کے کچھ افراد مل کر بادشاہوں اور ان کے وارثوں کا انتخاب کریں گے۔ مگر اس انتخاب کا معیار آبائی وراثت کا حق نہیں ہو گا۔ ان بادشاہوں کو سیاست اور نظم مملکت کے تمام راز بتائے جائیں گے لیکن اس بات کا خیال رکھا جائے گا کہ کوئی اور شخص ان رازوں سے آگاہ نہ ہو سکے۔ اس طرز عمل کا مقصد یہ ہے کہ سب لوگوں کو یہ پتہ چل جائے کہ حکومت کا کاروبار ان کے سپرد نہیں کیا جا سکتا جنہیں اس فن کے خفیہ مقامات کی سیر نہیں کرائی گئی۔

مذکورہ منصوبوں پر عمل درآمد کے عملی طریقے خاص خاص لوگوں کو بتائے جائیں گے' یہ طریقے صدیوں کے تجربات کا نچوڑ ہیں۔ ان لوگوں کو سیاسی اور معاشی تحریکوں اور سماجی علوم کے تمام مشاہدات سے آگاہ کیا جائے گا۔ غرض فطرت کے ان تمام غیر

مبدل قوانین کی پوری روح ان میں پھونک دی جائے گی جنہیں انسانی تعلقات متعین کرنے کے لئے خود فطرت نے مقرر کیا ہے۔

براہ راست ورثا نے اگر اپنی تربیت کے دوران کسی قسم کی غیر ذمہ داری، رحم دلی اور اس قبیل کی دوسری خصوصیات کا ثبوت دیا تو انہیں حکمرانی کے حق سے محروم کر دیا جائے گا۔ کیونکہ یہ اخلاق اقدار اقتدار کے لئے زہر قاتل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان کی وجہ سے بادشاہ حکمرانی کے اہل نہیں رہتے بلکہ یہ چیزیں شاہی رعب و دبدبہ کے لئے بے حد خطرناک ثابت ہوتی ہیں۔

ہمارے فاضل رہنما صرف ایسے افراد کو حکومت کا کام سونپیں گے جو ظلم و تشدد کے احکامات براہ راست جاری کرنے کے اہل ہوں اور اس معاملے میں کسی قسم کی رو رعایت نہ کریں۔ اگر بادشاہ ارادے کی کمزوری کی وجہ سے بیمار ہو جائیں یا کسی اور وجہ سے حکمرانی کے اہل نہ رہیں تو انہیں حکومت نئے اور اہل افراد کو سونپ دینی ہو گی۔

حالیہ معاملات میں بادشاہ کا طرز عمل (Actions of Current Moment) اور مستقبل سے متعلق تجاویز سب لوگوں سے پوشیدہ رہیں گی یہاں تک کہ اس کے قریب ترین مشیروں کو بھی مکمل طور پر اندھیرے میں رکھا جائے گا۔ صرف بادشاہ اور اس کے تین نائبین کو معلوم ہو گا کہ کیا پیش آنے والا ہے۔

بادشاہ کی بااثر شخصیت (جو اپنے مضبوط ارادوں کی بنا پر تمام انسانیت کا حاکم ہو گا) کے سامنے سب لوگوں کو سر تسلیم خم کرنا پڑے گا، جیسے یہ شخصیت مقدر اور اس کے پراسرار مظاہر کی نمائندہ ہو۔ جب کسی کو یہ معلوم ہی نہ ہو گا کہ بادشاہ اپنے منصوبوں سے کیا مقصد حاصل کرنا چاہتا ہے تو کوئی بھی اس کی راہ میں روڑے اٹکانے کی کوشش نہیں کرے گا۔

بادشاہ میں حکمرانی کرنے کے لئے مطلوبہ قابلیت اور ذہنی وسعت موجود ہونا لازم ہو گا اس مقصد کے لئے مذکورہ فاضل رہنما تخت نشینی سے پہلے اس کی ذہانت کا امتحان لیں گے۔

بادشاہ کے لئے لازم ہو گا کہ وہ رعایا کے دل میں اپنی محبت پیدا کرنے اور ان کی

ہمدردیاں حاصل کرنے کے لئے لوگوں میں گھل مل کر باتیں کرے' ان کی شکایات سنے اور ان کی مشکلات سے آگاہی پائے۔ اس طرح دو قوتیں (حکومت اور عوام) ایک دوسرے کے قریب تر آ جائیں گی جنہیں ہم نے خوف اور دہشت کی بنا پر ایک دوسرے سے دور رکھا ہے۔ یہ خوف اور دہشت پیدا کرنا اس وقت تک ہمارے لئے ضروری تھا جب تک یہ دونوں قوتیں علیحدہ علیحدہ ہمارے قبضے میں نہ آ جاتیں۔

یہودیوں کے بادشاہ کو اپنے جذبات کا غلام نہیں ہونا چاہئے' خصوصاً شہوانی جذبات کا۔ اسے کسی بھی حالت میں بہیمانہ جذبات کو اپنے ذہن و شعور پر غالب نہیں آنے دینا چاہئے کیونکہ جنسی تلذذ کی خواہش اور شہوانیت پرستی' ذہنی صلاحیتوں اور قوت فیصلہ میں انتشار پیدا کر دیتی ہے جس سے انسانی فکر و عمل میں ایک زبردست حیوانیت اور بربریت جنم لے لیتی ہے۔

داؤد کی مقدس نسل کے حاکم اعلیٰ کی حیثیت سے دنیا کے رہنما (یعنی یہودی بادشاہ) کو اپنے ذاتی رجحانات و جذبات کی قربانی دینا پڑے گی۔ ہمارے بادشاہ کا کردار مثالی اور بے داغ ہونا چاہئے۔

33 ویں درجہ کے یہودی

نمائندوں کے دستخط

ooo